CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

سیرۃ حضرت عمر فاروق رض

30
26

تاج کمپنی لمیٹڈ، لاہور و کراچی

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

سیرۃ فاروق

از
چراغ حسن حسرت

ناشران
تاج کمپنی لمیٹڈ لاہور و کراچی

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

اِسلام سے پہلے

قریش کا قبیلہ جس کے قبضہ میں مکّہ کی سرداری اور حکومت تھی ۔ دس شاخوں میں بٹا ہوا تھا ۔ ان دس گھرانوں کے سرداروں کے سپرد الگ الگ کام تھے ۔ کوئی حاجیوں کو پانی پلاتا ۔ کوئی مقدّموں کے فیصلے کرتا کوئی جنگ کے زمانے میں فوج کی سرداری کی خدمت انجام دیتا ۔ انہیں میں بنو عدی یعنی عدی کا گھرانا بھی تھا ۔ جب قریش کو کسی دوسرے قبیلہ کے پاس ایلچی بھیجنا ہوتا تھا ۔ تو یہ کام اِسی گھرانے کے لوگوں کے سپرد ہوتا ۔ حضرت عمر ابن خطّاب اسی گھرانے میں سے تھے ۔

حضرت عمرؓ ہجرت سے چالیس برس پہلے پیدا

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

ہوئے۔ وہ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے
تیرہ برس اور حضرت ابوبکر صدیقؓ سے گیارہ برس
چھوٹے تھے۔ اُن کے گھرانے کے مکان مکہ میں
صفا اور مروہ کے درمیان تھے۔ وہ یہیں
پیدا ہوئے۔ اور یہیں ہوش سنبھالا۔ جب
ذرا سیانے ہوئے۔ تو باپ نے اونٹ چرانے
کا کام اُن کے سپرد کر دیا۔ چنانچہ وہ
نمدہ کا کُرتہ پہنے مکہ کے پاس ایک میدان
میں اونٹ چراتے پھرتے تھے۔ ذرا تھک کے
بیٹھ جاتے تو باپ کے ہاتھ سے مار کھاتے
تھے۔

اُن دنوں عرب میں نسب کا جاننا بڑا ضروری
سمجھا جاتا تھا۔ اور بعض لوگوں کو تو مختلف
قبیلوں کے ایک ایک شخص کا پورا نسب نامہ
یاد تھا۔ یہ لوگ اتنا ہی نہیں بتاتے تھے۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کہ کون کس کا بیٹا اور کس کا پوتا ہے۔ بلکہ اوپر کی ساری پیڑھیاں فر فر گنتے چلے جاتے تھے۔ حضرت عمر کے باپ دادا اس فن میں بڑے ماہر تھے۔ انہوں نے خود بھی اپنے باپ خطاب سے یہ فن سیکھا تھا اور اس میں بڑی مہارت پیدا کر لی تھی۔ اس کے علاوہ سپہ گری کے جتنے کرتب تھے۔ حضرت عمر ان میں بھی ماہر تھے۔ اور ان کی شہسواری کا تو یہ حال تھا۔ کہ اچھل کے گھوڑے پر سوار ہوتے تھے۔ اور اس کی پیٹھ پر اس طرح جم کے بیٹھتے تھے کہ گھوڑے اور سوار میں فرق نظر نہیں آتا تھا۔

مکہ سے کچھ فاصلہ پر........ایک میدان ہے۔ جہاں سال کے سال بڑا بھاری میلا لگتا تھا۔ جس میں ہر فن کے ماہر جمع ہوتے

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

تھے ۔ مشہور سپاہی سپہ گری کے کرتب دکھاتے
تھے ۔ شہسواری ۔ نیزہ بازی ۔ تیغ زنی ۔ تیر
اندازی کے مقابلے ہوتے تھے ۔ کشتیاں لڑی جاتی
تھیں ۔ اس میلہ میں شاعر بھی آتے تھے ۔
اور اپنا اپنا کلام سنا کے لوگوں سے داد
حاصل کرتے تھے ۔ حضرت عمرؓ عکاظ کے دنگلوں
میں کشتیاں لڑتے تھے ۔ اور عرب کے نامی
پہلوانوں میں سمجھے جاتے تھے ۔ وہ خود شاعر
تو نہیں تھے ۔ البتہ شعر کو خوب سمجھتے تھے ۔
اور انہیں بہت سے شاعروں کا کلام یاد
تھا ۔

اُن کا قد لانبا تھا ۔ لوگوں میں کھڑے ہوتے
تھے ۔ تو اُن کا قد سب سے نکلتا ہوا
معلوم ہوتا تھا ۔ گویا کہ گھوڑے پر سوار ہیں ۔
آواز بہت اُونچی تھی ۔ حج کے دنوں میں

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

اپنے خیمہ میں تکبیر کہتے تھے۔ تو مسجد تک آواز جاتی تھی۔ تقریر کا فن بھی اُنہیں خوب آتا تھا۔ تقریر کرتے تھے۔ تو لوگوں پر چھا جاتے تھے۔ طبیعت میں غُصّہ زیادہ تھا۔ اس لیے لوگ اُن سے ڈرتے تھے لیکن بڑھاپے میں خاص طور پر خلیفہ بننے کے بعد طبیعت میں بڑی نرمی آ گئی تھی۔

عرب کے اکثر قبیلے خاص طور پر قریش تجارت کرتے تھے۔ کچھ لوگ شام اور ایران تک پہنچتے تھے۔ بعض ہمت والے اِدھر ہندوستان اور ادھر چین تک ہو آتے تھے۔ حضرت عُمر بھی تجارت ہی کرتے تھے۔ چنانچہ انہیں تجارت کے سلسلے میں اکثر دوسرے مُلکوں تک جانے کا اتفاق ہوا تھا۔ اُن کی معلومات خاصی تھیں جوانی ہی میں اُنہوں نے لکھنا پڑھنا بھی سیکھ

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

لیا تھا - اُن دِنوں ایسے لوگ کم تھے - جنہیں لِکھنا پڑھنا آتا ہو - چنانچہ رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو جب نبوت کا رُتبہ مِلا - قریش کے پورے قبیلہ میں صرف سترہ آدمی تھے - جو لِکھنا پڑھنا جانتے تھے ؏

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

عُمر اِسلام لاتے ہیں

قریش حضرت ابراہیم کے چھوٹے بیٹے حضرت اسمٰعیل کی اولاد میں سے تھے۔ شروع شروع میں وہ اپنے بزرگوں کے دین پر قائم رہے۔ یعنی اُن کی گردن سچّے خدا کے سوا کسی کے سامنے نہیں جھکتی تھی۔ لیکن رفتہ رفتہ وہ سیدھی راہ سے بھٹک گئے۔ گمراہی کا طوفان ایسا اُمڈا کہ چاند سورج ستارے پہاڑ اور پتھر پُجنے لگے، لوگوں کے دِلوں سے سچّے خُدا کا خوف نکل گیا۔ اُنہوں نے بڑا غضب تو یہ کیا کہ خانہ کعبہ میں تین سو ساٹھ بُت لا کے رکھ دیئے جن پر چڑھاوے چڑھتے تھے۔ اور مرادیں مانگی جاتی تھیں۔ پھر بھی کچھ لوگ ایسے تھے جو

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

حضرت ابراہیم کے پرانے دین پر قائم تھے۔ اور بُت پرستی کو بُرا سمجھتے تھے۔ اُنہیں میں حضرت عمر کے چچیرے بھائی زید بن نفیل بھی تھے۔ اگرچہ زید کی وجہ سے حضرت عمر کے کانوں میں بچپن سے توحید کی آواز پڑنی شروع ہو گئی تھی۔ پھر بھی وہ باپ دادا کے عقیدے پر مدّت جمے رہے اور رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو نبوّت کا رُتبہ ملنے کے بعد کئی برس تک ایمان نہ لائے۔

رسُول خدا کو نبوت ملی۔ تو حضرت عمر ستائیسویں برس میں تھے۔ اور اُن کا شمار مکّہ کے مشہور لوگوں میں ہوتا تھا۔ عدی کے گھرانے کے سپرد جو جو کام تھے، اُنہیں حضرت عمر ہی انجام دیتے تھے۔ قریش کو کبھی دوسرے قبیلہ کے پاس ایلچی بھیجنا ہوتا تھا۔ تو حضرت عمر ہی

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کو بھیجا جاتا تھا ۔ کیونکہ اُنہیں تقریر کرنے کا ڈھنگ خوب آتا تھا ۔ جب کبھی دو شخصوں میں خاندان کی بڑائی کے بارے میں جھگڑا ہو جاتا تھا ۔ تو اس کا فیصلہ بھی حضرت عُمر ہی کرتے تھے ۔ رسُولِ خُدا نے جب قریش کو اللہ کے سچے دین کی طرف بلایا ۔ تو قریش کے دُوسرے بڑے بڑے لوگوں کی طرح انہوں نے بھی آپ کی مخالفت کی ۔ کہتے ہیں اُن کی ایک لونڈی جس کا نام لبینہ تھا ۔ مسلمان ہو گئی تھی ۔ عُمرؓ اُسے بہت پیٹتے تھے ۔ مارتے مارتے تھک جاتے تو کہتے ذرا سستا لوں پھر تجھ سے سمجھوں گا ۔ ایک دن نہ جانے بیٹھے بیٹھے کیا خیال آیا ۔ کہ رسولِ خُدا صلے اللہ علیہ وسلم کے قتل کا ارادہ لے کے گھر سے نکل کھڑے ہوئے ۔ راستہ میں نعیم بن

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

عبداللہ سے جو بنو عدی میں سے تھے ملاقات ہو
گئی ۔ ان کے تیور دیکھ کے نعیم بن عبداللہ نے جو
خود بھی مسلمان ہو چکے تھے ۔ پوچھا "خیر تو ہے ۔
اتنے غصہ میں کہاں جا رہے ہو ؟ جواب ملا ۔ محمدؐ
(صلے اللہ علیہ وسلم) کو قتل کرنے جا رہا ہوں
انہوں نے کہا یہ ارادہ ہے ۔ تو پہلے اپنے گھر
کی خبر لو ۔ کیونکہ تمہاری بہن فاطمہ اور
تمہارے بہنوئی سعید بن زید دونوں مسلمان ہو چکے
ہیں ۔ یہ سُن کے حضرت عُمرؓ اُلٹے پاؤں
پھرے ۔ اور بہن کے ہاں پہنچے ۔ اس وقت
دونوں میاں بیوی قرآن پڑھ رہے تھے ۔ عمر
کی آواز سُن کے اُنہوں نے قرآن کے ورق
چھپا دیئے ۔ اُنہوں نے پُوچھا ۔ تم ابھی ابھی
کیا پڑھ رہے تھے ۔ اُنہوں نے کہا کچھ بھی
نہیں ۔ بولے میں سُن چکا ہوں ۔ کہ تم دونو

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

اپنے باپ دادا کے مذہب سے پھر گئے ہو - یہ کہہ کے بہنوئی کو پیٹنا شروع کر دیا - بہن بچانے آئیں تو انہیں بھی پیٹا - اس حالت میں اُن کی زبان سے نکلا "عمرؓ جو چاہے کر لو - اسلام اب ہمارے دل سے نکل نہیں سکتا " بہن کو لہو لہان دیکھ کے اُن کا غصّہ ٹھنڈا ہو گیا - کہنے لگے - تم جو کچھ پڑھ رہے تھے مجھے بھی لا کے دکھاؤ - اُنہوں نے قرآن کے ورق سامنے لا کے رکھ دیئے - جوں جوں پڑھتے جاتے تھے - چہرے کا رنگ بدلتا جاتا تھا - آخر خدا کے کلام نے دل کو ایسا پگھلایا کہ بے اختیار پکار اُٹھے ہیں اللہ اور اللہ کے رسول پر ایمان لاتا ہوں - یہاں سے نکلے تو سیدھے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں پہنچے - دروازہ کھٹکھٹایا تو اندر سے آواز آئی کون ہے ؟ جواب

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

ملا۔ عمر، جو صحابی اس وقت رسول خدا کی خدمت میں موجود تھے ۔ اُن کے ہاتھ میں تلوار دیکھ کے گھبرائے ۔ کہ نہ جانے کس ارادے سے آتے ہیں ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ جو اپنے زمانے کے مشہور شہسوار اور بڑے بہادر شخص تھے ۔ کہنے لگے آنے دو ۔ اگر نیک ارادے سے آیا ہے تو خیر ورنہ اُسی کی تلوار سے اُس کا سر اُڑا دوں گا ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھ کے آگے بڑھے اور پُوچھا عمر کس ارادے سے آئے ہو ۔ عمرؓ سہم گئے ۔ اور کانپتی ہوئی آواز میں کہا ۔ یا رسُول اللہ مسلمان ہونے ۔ یہ سُن کے مسلمانوں نے اس زور سے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا کہ مکّہ کے پہاڑ گونج اُٹھے ۔

حضرت عمرؓ رسُول خدا کی نبوّت کے چھٹے برس

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

یعنی تینتیس برس کی عمر میں مسلمان ہوئے ان کے اسلام لانے پر بڑا ہنگامہ ہوا - اور کافروں نے ان کے مکان کو گھیر لیا - لیکن وہ بڑے با رسوخ شخص تھے - قریش میں سے جو لوگ اسلام نہیں لائے تھے - ان میں بھی بعض ایسے تھے - جو پرانی دوستی اور رشتہ داری کے خیال سے ان پر آنچ نہیں آنے دینا چاہتے تھے - اس لئے لوگ صرف شور مچا کے رہ گئے - کسی کو ان پر ہاتھ اٹھانے کی ہمت نہیں پڑی - اس وقت تک صرف چالیس پچاس آدمی مسلمان ہو چکے تھے - لیکن وہ گھروں میں نمازیں پڑھتے تھے - کعبہ میں جا کے نماز پڑھنے کی ہمت نہ پڑتی تھی حضرت عمر کے اسلام لانے سے اتنا ہوا - کہ مسلمانوں نے کعبہ میں جا کے نماز ادا کی - اور کوئی انہیں روک نہ سکا -

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

اِسلام لانے کے بعد

حضرت عمرؓ نے اسلام قبول کرنے کے بعد مکہ میں سات برس گزارے۔ یہ زمانہ سارے مسلمانوں کے لئے بڑے دُکھوں اور مصیبتوں کا زمانہ تھا۔ کافر مسلمانوں کو تکلیف پہنچانے کے نئے نئے طریقے تلاش کرتے رہتے تھے۔ کوئی مسلمان مکہ کے کسی گلی کوچے میں نظر آجاتا۔ اُس پر آوازے کستے۔ اینٹیں اور پتھر پھینکتے غریب لوگوں اور لونڈی غلاموں پر تو خیر آئے دن ظلم توڑے جاتے تھے۔ لیکن جو لوگ اثر اور رسوخ والے تھے۔ قریش اُن پر بھی ظلم کرنے سے نہ چوکتے تھے۔ ابو طالب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا اور حضرت علی کے والد تھے۔ اُنہوں

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

نے اسلام تو قبول نہیں کیا تھا - لیکن شروع سے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیتے رہے تھے
قریش نے اُن سے بہتیرا کہا - کہ یا تو اپنے بھتیجے کو
ہمارے حوالے کر دو - یا ہم سے الگ ہو جاؤ ،
لیکن اُنہوں نے آنحضرت کا ساتھ نہ چھوڑا ، بلکہ
اپنے سارے گھرانے کو جو اس خاندان کے ایک بزرگ
کے نام پر بنو ہاشم یعنی ہاشم کہلاتا تھا - آپ
کا ساتھ دینے پر آمادہ کر لیا - قریش نے آپس
کے مشورہ سے یہ فیصلہ کیا کہ جب تک ابوطالب
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرنے سے باز نہیں آتے
بنی ہاشم سے کوئی سروکار نہ رکھا جائے - اور
اُن کے ساتھ بات چیت میل جول لین دین
بند کر دیا جائے - ایک عہد نامہ لکھا گیا - جس
پر قریش کے بڑے بوڑھوں نے دستخط کئے -
اور اُسے خانہ کعبہ میں لٹکا دیا گیا -

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

ابوطالب نے اپنے سارے خاندان سمیت ایک گھاٹی میں پناہ لی - جو ابوطالب یعنی ابوطالب کی گھاٹی کے نام سے مشہور ہے - قریش نے تاکید کر رکھی تھی - کہ گھاٹی پر اناج کا دانہ تک نہ پہنچنے پائے - پورے خاندان نے تین سال درختوں کے پتے اور گھاس کھا کے گزارے - بنی ہاشم کے بچے بھوک سے بلکتے تھے - لیکن کافروں کو ترس نہیں آتا تھا مسلمان دشمنوں کی نظر سے بچا کے تھوڑا بہت اناج گھاٹی میں پہنچا دیتے تھے - لیکن اس پر اتنے بڑے کنبے کا گزارہ کیسے ہو سکتا تھا ؛ آخر کچھ لوگوں کو جن سے بنی ہاشم کی رشتہ داری تھی رحم آیا اور انہوں نے یہ عہد نامہ پھاڑ ڈالا -

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم گھاٹی سے نکلے تھے کہ اور مصیبت پیش آئی - یعنی ابوطالب کا انتقال

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

ہو گیا - ابھی یہ زخم ہرا تھا - یعنی ابو طالب کے انتقال کو چوتھا دن ہوا تھا - کہ حضرت خدیجہ نے وفات پائی - ابو طالب جب تک زندہ تھے - قریش مسلمانوں پر ہاتھ ڈالتے ہچکچاتے تھے - خاص طور پر وہ جب کبھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچانے کا ارادہ کرتے تھے - ابو طالب بھتیجے کی حمایت میں سینہ سپر ہو جاتے تھے - اور ان سے چار آنکھیں ہوتے ہی ہاتھ رک جاتے - اور گردنیں جھک جاتی تھیں - لیکن ابو طالب کے انتقال نے یہ روکاوٹ بھی دور کر دی - اور قریش بے کھٹکے مسلمانوں پر ظلم کرنے لگے - رسول خدا کی نبوت کا نواں سال تھا - کہ ابو طالب نے وفات پائی - اس واقعہ سے کوئی ڈیڑھ دو سال کے بعد مدینہ کی بستی میں - جو ان دنوں یثرب کہلاتی تھی - اور مکہ سے کوئی

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

دو سو میل کے فاصلہ پر ہے۔ اسلام کا چرچا ہوا اور رفتہ رفتہ وہاں کے بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کر لیا۔ ان لوگوں کا اصرار تھا کہ رسولِ خدا مدینہ تشریف لے چلیں۔ آپ خود تو نہیں گئے البتہ صحابہ کو جانے کی اجازت دے دی۔ سب سے پہلے پانچ صحابی جن میں رسولِ خدا کے مؤذن حضرت بلال بھی تھے۔ مدینہ تشریف لے گئے۔ پھر حضرت عمر نے بیس صحابیوں کے ساتھ ہجرت کی۔ جب قریب قریب سب مسلمان مدینہ جا چکے تو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر کو ساتھ لے کے مدینہ کا رُخ کیا۔ حضرت علی سب سے آخر میں آئے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انہیں لوگوں کی امانتیں لوٹانے کے لئے مکہ چھوڑ آئے تھے۔

مدینہ میں جگہ کم تھی۔ بہت سے مہاجر قبا کی بستی جو مدینہ سے دو تین میل کے فاصلہ پر ہے ٹھہر گئے تھے۔ حضرت عمر بھی یہیں

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

آ کے اُترے۔ کچھ دن کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر کے ساتھ تشریف لائے۔ تو وہ دو ہفتہ قبا میں ٹھہرے۔ یہاں ایک مسجد بنوائی پھر مدینہ تشریف لے گئے۔ لیکن حضرت عمر قبا ہی میں رہے۔ مدینہ پہنچ کر آنحضرت صلعم نے انصار اور مہاجرین میں بھائی چارہ قائم کر دیا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا جو انصاری کسی مہاجر کا بھائی بن گیا اُس نے اُس مہاجر کو اپنا آدھا مال بانٹ دیا۔ حضرت عتبان بن مالک جو قبیلہ بنو سالم کے سردار اور مدینہ کے معزز لوگوں میں سے تھے۔ وہ بھی قبا ہی میں رہتے تھے۔ حضرت عمر نے یہ قاعدہ بنا لیا تھا۔ کہ ایک دن چھوڑ کے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ جس دن حضرت عمر مدینہ نہیں جاتے تھے۔ اُس دن عتبان بن مالک آنحضرت

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

صلعم کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔
مدینہ پہنچ کے جب مسجد نبوی میں نمازیوں کی کثرت
ہونے لگی تو آنحضرت صلعم کو خیال آیا۔ کہ مسلمانوں
کو نماز کے وقت بلانے کا کوئی انتظام ہونا چاہیئے
کیونکہ جو لوگ مسجد میں نماز پڑھنے آتے تھے۔
اُن میں کوئی پہلے آجاتا تھا۔ اور کوئی بعد میں۔
اس لئے بعض لوگ وقت کا صحیح اندازہ نہ ہونے
کی وجہ سے نماز باجماعت سے محروم رہ جاتے۔
تھے۔ بعض لوگوں نے رائے دی کہ عیسائیوں کی طرح
نماز کے وقت ناقوس بجایا جائے۔ حضرت عمرؓ بھی
اس موقع پر موجود تھے۔ اُنہوں نے کہا ناقوس
بجانے کے بجائے لوگوں کو نماز کی طرف بلانے کے
لئے ایک آدمی کیوں نہ مقرر کر دیا جائے۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ تجویز پسند آئی۔
اور اُسی وقت حضرت بلال کو جن کی آواز میں

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

بڑی مٹھاس اور گھلاوٹ تھی - اذان دینے کا حکم دیا - چنانچہ لوگوں کو خدا کی عبادت کی طرف بُلانے کا یہ سیدھا سادہ اور پُر اثر طریقہ اس وقت سے برابر چلا آتا ہے - اور نماز کی تمہید سمجھا جاتا ہے ؎

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

ہجرت کے بعد

ہجرت کے بعد قریش سے لڑائیوں کا ایک لمبا سلسلہ شروع ہو گیا - پہلے چھوٹی چھوٹی جھڑپیں ہوتی رہیں - پھر ہجرت کے دُوسرے سال بدر کے میدان میں ایک بڑے زور کا معرکہ ہُوا - جس نے قریش کا زور توڑ کے رکھ دیا - اس لڑائی میں قریش ایک ہزار سپاہی لے کے آئے تھے، جن میں سو سواروں کا ایک رسالہ بھی تھا - رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم صرف تین سو تیرہ جاں نثاروں کو لے کے اُن کے مقابلہ پر نکلے تھے - حضرت عمر اس معرکہ میں ۱۲ آدمیوں کو لے کے شریک ہوئے تھے - اُن میں بعض اُن کے خاندان کے لوگ تھے - اور بعض دوست -

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

اللہ نے مسلمانوں کو اس جنگ میں فتح دی - قریش کے ستر آدمی جن میں اُن کا مشہور سردار ابوجہل تھا مارے گئے - اور ستر کے قریب گرفتار ہوئے - جو مسلمان اس معرکہ میں شہید ہوئے - اُن کی تعداد صرف چودہ تھی -

حضرت عمرؓ اس معرکہ میں بڑی بہادری سے لڑے اور قریش کا ایک مشہور سردار عاصی بن ہشام جو رشتہ میں اُن کا ماموں ہوتا تھا اُن کے ہاتھوں سے مارا گیا - اور شہیدوں میں حضرت عمرؓ کا ایک غلام مہجع نام بھی تھا - جس نے اس معرکہ میں سب سے پہلے شہادت پائی - اس لڑائی میں جو لوگ قید ہوئے اُن میں بعض مسلمانوں کے قریبی رشتہ دار تھے - مثلاً حضرت عباسؓ رسُولِ خدا صلعم کے چچا اور حضرت حمزہ کے بھائی تھے اور حضرت علی کے بھائی عقیل بھی قیدیوں میں

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

موجود تھے۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ
سے مشورہ کیا۔ کہ قیدیوں سے کیا سلوک کیا جائے
حضرت ابو بکر نے کہا کہ قیدیوں کو چھوڑ دینا چاہیئے
حضرت عمر کی رائے تھی کہ دین کے معاملہ میں رشتہ داری
کوئی چیز نہیں ان لوگوں کو قتل کردینا چاہیئے اور وہ بھی
اس طرح کہ ہم میں ہر شخص اپنے رشتہ داروں کو خود
قتل کرے۔ حمزہ عباس کا سر اڑا دیں۔ علی عقیل کو
قتل کریں۔ لیکن رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت
ابو بکر کے مشورہ پر عمل کیا اور قیدیوں کو چھوڑ دیا گیا۔
دوسرے سال قریش بڑے لاؤ لشکر کے ساتھ بدر کا
بدلہ لینے آئے۔ ان کے ساتھ دو سو سوار تھے اور سات
سو سپاہی ایسے تھے جو زرہیں پہنے ہوئے تھے۔ مدینہ
کے تین میل کے فاصلہ پر اُحد ایک پہاڑ ہے۔
یہاں مسلمانوں سے ان کا مقابلہ ہوا۔ اسلامی لشکر
میں صرف سات سو سپاہی تھے۔ مسلمان اس بہادری

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

سے لڑے - کہ قریش کے پاؤں اُکھڑنے لگے - خاص طور پر حضرت حمزہ اور حضرت علی اور ایک صحابی حضرت ابو دجانہ اس بہادری سے لڑے، کہ دُشمن کی صفیں اُلٹ کے رکھ دیں - آنحضرت صلعم نے لڑائی شروع ہونے سے پہلے پچاس تیر اندازوں کو اُحد کی گھاٹی پر مقرر کر دیا تھا - اُنہوں نے جب قریش کو بھاگتے دیکھا - تو وہ بھی اپنی جگہ چھوڑ کے قریش پر جا پڑے قریش کی فوج کا ایک دستہ پہاڑ کے پیچھے تھا - اُس نے گھاٹی کو خالی پا کے پیچھے سے حملہ کر دیا - قریش کی فوج کا بڑا حصہ جو بھاگا جا رہا تھا - یکبارگی پلٹ پڑا - اور لڑائی کا نقشہ بدل گیا -

اب جو لڑائی شروع ہوئی - تو حضرت حمزہ جن کے ہاتھ بدر اور اُحد میں قریش کے

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

مشہور سردار مارے گئے تھے۔ ایک حبشی غلام کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ خود آنحضرت صلعم زخمی ہوئے۔ اور اس ہنگامہ میں یہ خبر اُڑ گئی کہ رسُول اللہ شہید ہو گئے۔ یہ سُن کے بعض مسلمانوں نے تو گھبرا کے مدینہ کا رُخ کیا۔ بعض نے مایُوس ہو کے ہتھیار ڈال دیئے۔ اور بعض یہ کہتے ہوئے تلوار سونتے کافروں کی صفوں میں گھُس گئے۔ کہ ہم رسُول اللہ کے بغیر زندہ رہ کے کیا کریں گے؛ حضرت عُمر اُن لوگوں میں سے تھے۔ جو میدان سے تو نہیں ہٹے۔ البتہ رسُول اللہ کی شہادت کی افواہ سُن کے ہتھیار پھینک کے بیٹھ گئے تھے۔ کہ اب جینا بیکار ہے۔ اس حالت میں تھوڑی ہی دیر گزرنے پائی تھی۔ اتنے میں ایک صحابی نے رسولِ خدا کو دیکھ پایا۔ آپ

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

حضرت عمرؓ اور کئی اور صحابی ہر طرف سے
سمٹ کے رسولؐ اللہ کے گرد جمع ہو گئے ۔
قریش کو خبر ملی ۔ تو وہ بھی پلٹے مگر مسلمانوں
نے انہیں مار ہٹایا ۔ قریش کے حملوں سے تھوڑی
سی مہلت ملی ۔ تو رسولِ خدا صحابہ کو لے
کے پہاڑ پر چڑھ گئے ۔ تھوڑی دیر
گزری تھی ۔ کہ قریش کا سردار پہاڑ کے درہ
کے پاس آیا ۔ اور پکار کے کہنے لگا ۔ کہ
اے لوگو ! تم میں محمد ہیں یا نہیں ۔ کوئی
جواب نہ بولا ۔ پھر اس نے پکار کے کہا ۔
تم میں ابوبکر اور عمر ہیں یا نہیں ۔ اب بھی
ادھر سے اس کے سوال کا جواب نہ دیا ۔
ابوسفیان کہنے لگا ۔ تو پھر یہ لوگ ضرور مارے
گئے ۔ حضرت عمر اب تک چپکے بیٹھے تھے،
اب ان سے نہ رہا گیا ۔ پکار کے کہنے

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

لگے "اے خدا کے دشمن ہم سب زندہ ہیں۔
ابو سفیان نے کہا ¹ہبل بلند ہو۔ رسول اللہ
نے حضرت عمرؓ کو جواب دینے کے لئے کہا،
وہ پکارے۔ کہ اللہ بلند اور برتر ہے۔
اُحد کی لڑائی میں قریش کا پلہ تو ضرور بھاری
رہا۔ لیکن اُنہیں جو کامیابی ہوئی۔ اُسے
صحیح معنوں میں فتح بھی نہیں کہہ سکتے۔ مسلمانوں
کا رُعب اُن پر کچھ اس طرح چھایا ہوا تھا۔
کہ اُنہیں مدینہ پر حملہ کرنے کی جرأت نہ
ہوئی۔ اور اتنی کامیابی ہی کو غنیمت سمجھ کے
واپس چلے گئے۔
کچھ دنوں کے بعد یہودیوں سے مسلمانوں کے
جھگڑے شروع ہو گئے۔ مدینہ کے یہودی اپنے

ہبل ایک بُت کا نام تھا۔ جسے قریش پوجتے تھے۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

معاہدہ پر قائم نہیں رہے تھے - اور آئے
دن فتنے اٹھاتے رہتے تھے - آخر انہیں مدینہ
سے نکال دیا گیا - یہاں سے نکل کے وہ
خیبر پہنچے - اور وہیں ڈیرے ڈال دیئے -
پھر آس پاس کے قبیلوں کو مسلمانوں سے لڑنے
پر اُبھارا - قریش تو ایسے موقعوں کی تاک
میں رہتے تھے - یہودیوں نے اُن سے مدد
مانگی تو وہ فوراً تیار ہو گئے - اور دس
ہزار سپاہی لے کے مدینہ پر چڑھ آئے -
یہ تو صرف قریش کی فوج تھی - یہودیوں
کا لشکر اِن کے علاوہ تھا - رسولِ خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے صحابہ سے مشورہ کیا تو صلاح یہ
ٹھہری - کہ مدینہ کے گرد خندق کھود دی جائے
کافر ایک مہینہ تک مدینہ کا محاصرہ کئے پڑے
رہے - مدینہ میں رسد کم تھی - اِس لئے

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

مسلمانوں پر کئی کئی فاقے گزر جاتے تھے ۔ خود
رسولِ خدا تین تین دِن بھوکے رہے ۔
دُشمن کبھی کبھی خندق کو عبور کر کے حملے
کرتے تھے ۔ اِس لئے خندق پر جگہ جگہ بڑے
بڑے صحابہ کی ماتحتی میں فوج کے دستے مقرر
کر دیئے گئے تھے ۔ کہ دُشمن خندق سے
پار اُتر آئیں تو اُنہیں روک لیا جائے
خندق کے ایک حصّہ کی حفاظت حضرت عمرؓ
کے سپرد تھی ۔ آگے چل کے یہاں اُن کے
نام کی ایک مسجد تعمیر کی گئی ۔ جو آج تک
موجود ہے ۔ اس لڑائی میں ایک دفعہ کافروں
کے لشکر سے چار بہادر گھوڑے کُدا کے خندق
کے پار پہنچ گئے ۔ ان میں عمرو ابن عبدوُد بھی
تھا ۔ جس کی بہادری کی دھاک سارے عرب
میں بیٹھی ہوئی تھی ۔ اُس نے پکار کے کہا

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کون ہے جو میرے مقابلہ پر آئے ۔ اِدھر سے حضرت علی نے بڑھ کر مقابلہ کیا ۔ عمرو اُن کے ہاتھ سے مارا گیا ۔ اب باقی کے تین شہسوار حملہ کرنے کے لئے حضرت علی پر جھپٹے ۔ لیکن جب دیکھا کہ اُن کی تلوار سے پناہ پانا مشکل ہے تو بھاگے ۔ دو تو خندق کو عبور کر کے نکل گئے تیسرا خندق میں گر پڑا اور حضرت علی کے ہاتھ سے مارا گیا ۔ ایک تو عمرو بن عبدود کے مارے جانے سے کافر بہت بے دل ہو گئے ۔ پھر ایک رات اس زور سے آندھی چلی ۔ کہ خیموں کی طنابیں اُکھڑ گئیں ۔ کافروں میں پہلے ہی مایوسی پھیلی ہوئی تھی ۔ آندھی کا زور شور دیکھ کر ایسے گھبرائے کہ بھاگ کھڑے ہوئے ۔

ہجرت کے چھٹے سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کی زیارت کا ارادہ کیا ۔ اِس

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

سفر میں چودہ سو صحابی ہمراہ تھے - چونکہ جنگ
کا ارادہ نہیں تھا - اس لیئے ہتیار بھی ساتھ
نہیں لیئے تھے - مدینہ سے چھ میل کے فاصلہ پر
پہنچ کے حضرت عمر نے عرض کیا - کہ نہتے
چلنا مناسب نہیں - چنانچہ ہتیار منگوا لیئے گیئے - مکہ
سے دو منزل کے فاصلہ پر پہنچے تو خبر ملی - کہ
قریش لڑنے کی تیاریاں کر رہے ہیں - رسُول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عُمر کو ایلچی
بنا کے قریش کے پاس بھیجنا چاہا - اُنہوں نے
کہا قریش میرے خُون کے پیاسے ہو رہے
ہیں - میرا مکہ میں کوئی حامی موجُود نہیں -
حضرت عثمان کو بھیجیئے - کیونکہ اُن کے کُنبے کے
بہت سے لوگ مکہ میں موجُود ہیں - رسُول
خُدا صحابہ کے ساتھ حدیبیہ میں رُک گیئے
اور حضرت عثمان کو قریش سے بات چیت

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کرنے بھیجا ۔ قریش نے اُنہیں روک لیا۔ لیکن یہاں یہ خبر اُڑ گئی ۔ کہ عثمان شہید کر دیئے گئے ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے صحابہ سے عہد لیا ۔ کہ ہم سب حضرت عثمان کا بدلہ لینے کے لئے اپنی جانیں نثار کر دیں گے ۔ یہ بیعت بُول کے ایک درخت تلے لی گئی تھی ۔ اس لئے اُسے بیعت الشجرہ کہتے ہیں ۔ اب قریش نے اپنی طرف سے ایک شخص کو بات چیت کرنے بھیجا ۔ بڑی بحث کے بعد ان شرطوں پر صلح ہوئی ۔ کہ اب کے مسلمان مکّہ میں نہ آئیں ۔ اگلے سال آئیں اور تین دن ٹھہر کے چلے جائیں مکّہ میں جو مسلمان ہیں اُنہیں اپنے ساتھ نہ لے جائیں ۔ کافروں یا مسلمانوں میں سے کوئی مدینہ جائے ۔ تو اُسے واپس بھجوا دیا جائے، لیکن اگر کوئی مسلمان مکّہ چلا جائے ۔ تو وہ

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

واپس نہیں جا سکے گا۔
معاہدہ کی آخری شرط سے یہ معلوم ہوتا تھا
کہ مسلمانوں نے دب کے صلح کی ہے۔ اس
لئے حضرت عمرؓ بہت بے چین ہوئے۔ پہلے
اُنہوں نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا۔ کہ اس طرح
دب کے صلح کرنا تو اچھا نہیں، اُنہوں نے
سمجھایا۔ کہ رسول اللہؐ جو کچھ کرتے ہیں ٹھیک
ہی کرتے ہیں۔ لیکن حضرت عمرؓ کی تسلی نہ
ہوئی۔ رسول اللہؐ کے پاس جا کے کہا۔ کیا
آپ اللہ کے سچے پیغمبر نہیں۔ جواب ملا۔
بے شک میں اللہ کا سچا پیغمبر ہوں۔ حضرت
عمرؓ نے کہا۔ پھر ہم یہ ذلت کیوں اٹھائیں
اور اپنے دشمنوں سے اس طرح دب کے
کیوں صلح کریں۔ آپ نے جواب دیا۔ میں
خدا کے حکم کی نافرمانی نہیں کر سکتا۔ حضرت

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

عمرؓ نے اِس موقع پر جس گستاخی کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کی تھی ۔ اُس کا اُنہیں عمر بھر افسوس رہا ۔ کفارے کے طور پر روزے رکھے ۔ نفلی نمازیں پڑھیں ۔ غلام آزاد کئے ۔ پھر بھی پھانس دل میں برابر کھٹکتی رہی ۔

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ سے چلے ۔ تو راستہ میں خدا کا پیغام آیا ۔ کہ ہم نے تجھے کھلی ہوئی فتح عطا کی ۔ حضرت عمرؓ کو ابھی تک اطمینان نہ ہوا تھا ۔ رسولِ خدا سے پوچھا کیا یہ کھلی ہوئی فتح ہے ۔ جواب ملا ، "بے شک" کچھ دنوں کے بعد سب کو معلوم ہو گیا ۔ کہ حدیبیہ کی صُلح واقعی اسلام کی فتح تھی ۔ صُلح کے بعد کافروں اور مسلمانوں کا میل جول بڑھا ۔ مکّہ اور عرب کے دوسرے حصّوں

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کے لوگ مدینہ آنے لگے ۔ آپس کے اس میل جول کا یہ نتیجہ ہوا ۔ کہ لوگوں کو مسلمانوں کے طور طریقے دیکھنے اور اسلام کی خوبیوں پر غور کرنے کا موقع ملا ۔ اور اُن کے دل اللہ کے سچے دین کی طرف کھنچنے لگے ۔ یہ صُلح صرف دو برس رہی ۔ لیکن ان دو برسوں میں جتنے لوگ مسلمان ہوئے اٹھارہ برس میں بھی نہیں ہوئے تھے ۔

حدیبیہ کی صُلح کے بعد خیبر کی جنگ ہوئی ۔ مدینہ سے جو یہودی نکالے گئے ۔ وہ خیبر میں جا کے آباد ہو گئے تھے ۔ یہ لوگ آئے دِن نئے نئے فتنے اُٹھاتے رہے ۔ خندق کی لڑائی بھی انہیں لوگوں کی وجہ سے ہوئی تھی ۔ کیونکہ یہی یہودی تھے ۔ جنہوں نے مکّہ جا کے قریش کو مسلمانوں سے لڑنے پر آمادہ کیا تھا ۔ انہیں سامنے لے

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کے مدینہ پر چڑھ آتے تھے۔ خندق کی لڑائی کے
بعد بھی وہ اپنی حرکتوں سے باز نہیں آئے
تھے۔ اس لئے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
مناسب سمجھا کہ مسلمانوں کو یہودیوں کی شرارتوں
سے نجات دلائی جائے۔ چنانچہ ہجرت کے ساتویں
برس آپ سولہ سو مسلمانوں کی فوج لے کے مدینہ
سے نکلے۔ یہودیوں نے خیبر میں بڑے مضبوط
قلعے بنا رکھے تھے۔ جنہیں مسلمانوں نے ایک ایک
کرکے فتح کر لیا۔ صرف دو قلعے جن پر اُس
زمانے کے مشہور شہسوار مرحب کے قبضہ میں تھے
فتح نہ ہو سکے۔ رسولِ خدا نے حضرت ابوبکر کو
ان قلعوں پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ اُنہوں نے
بڑی عقلمندی سے لڑائی کا ڈول ڈالا۔ لیکن
کامیابی نہ ہوئی۔ دوسرے روز حضرت عمرؓ کو
سپاہ سالار بنا کے بھیجا گیا۔ وہ بھی ناکام لوٹے۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

تیسرے دِن حضرت علی علم لے کے بڑھے - مرحب خود اُن کے مقابلہ پر آیا - وہ سر سے پاؤں تک لوہے میں ڈوبا ہؤا تھا - لیکن حضرت علی نے ایسی تلوار ماری جو سر کو کاٹ کر دانتوں "تک اُتر آئی - اس کے مرتے ہی یہودیوں نے ہتیار ڈال دیئے - رسُولِ خدا نے خیبر کی زمین مسلمانوں میں بانٹ دی تھی - حضرت عمرؓ کو بھی ایک زرخیز ٹکڑا مِلا - لیکن اُنہوں نے اُسے خُدا کے راستہ میں وقف کر دیا -

حدیبیہ میں جو معاہدہ ہؤا تھا ، قریش نے دو برس کے بعد اُسے توڑ ڈالا - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے دس ہزار مسلمانوں کے ساتھ مکّہ پر چڑھائی کی - راستہ میں اور قبیلے بھی آ آ کے ملتے جاتے تھے - مکّہ ایک منزل رہ گیا - تو اس لشکر نے پڑاؤ ڈالا - رات کو

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

ہر قبیلہ نے الگ روشنی کی۔ جس سے سارا صحرا جگمگا اٹھا۔ قریش کا مشہور سردار ابوسفیان دو اور سرداروں کو لے کے حالات معلوم کرنے کے لئے مکہ سے چلا تھا۔ دور سے دیکھا کہ کوسوں آگ ہی آگ روشن ہے حیران ہوکے آگے بڑھا۔ اتفاق سے حضرت عمر نے کہیں اسے دیکھ لیا۔ چاہتے تھے کہ اس کی گردن اڑا دیں۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس نے اسے بچا لیا۔ اور رسول خدا کی خدمت میں پیش کرکے معافی دلا دی۔

مکہ کے لوگوں میں لڑنے کی ہمت کہاں تھی۔ وہ سب اپنے قصوروں کی معافی مانگنے حاضر ہوتے۔ اور ان کے سارے قصور معاف کر دیئے گئے۔ جب آنحضرت صلعم بیعت لینے لگے۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

تو حضرت عمر ساتھ تھے۔ عورتوں کی باری آئی۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ میری طرف سے تم ان سے بیعت لو۔ چنانچہ عورتوں نے حضرت عمر ہی کے ہاتھ پر بیعت کی۔

فتح مکہ کے بعد حنین کا معرکہ پیش آیا۔ اور مسلمانوں کو عرب کے دو بڑے طاقتور قبیلوں سے جو ابھی تک اسلام نہیں لائے تھے۔ مقابلہ کرنا پڑا۔ اس معرکہ میں بھی حضرت عمر آنحضرت صلعم کے ساتھ موجود تھے۔ اگلے سال تبوک کی مہم پیش آئی۔ یعنی جب یہ خبریں مشہور ہونے لگیں۔ کہ روم اور شام کے عیسائی مدینہ پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ تو رسول خدا نے خود اُن کے علاقے میں پہنچ کے انہیں روکنے کا ارادہ کیا۔ اس سال عرب میں قحط پڑا ہوا تھا۔ پھر بھی لشکر کی تیاری کے لئے سارے

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

صحابہ نے اپنی ہمت سے بڑھ کے اونٹ گھوڑے
اور نقد روپیہ دیا۔ حضرت عمرؓ نے گھر کا آدھا
مال لاکے رسولِ خدا کی خدمت میں پیش کر
دیا۔ رسولِ خدا لشکر لے کے تبوک پہنچے۔
جو مدینہ سے چودہ منزل کے فاصلہ پر ہے۔
تو معلوم ہوا۔ کہ عیسائیوں کے حملہ کی خبر غلط
تھی۔ اس واقعہ سے سال بھر کے بعد رسولِ
خدا صلعم نے حج کیا۔ جو حجتہ الوداع کہلاتا ہے
حضرت عمرؓ اس موقع پر بھی رسول اللہ کے
ساتھ تھے۔ رسولِ خدا حج کر کے مدینہ پہنچے
تو چند دن کے بعد بیمار ہو گئے۔ اور آخر
اسی بیماری میں وفات پائی ؛

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کا زمانہ

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم بیماری کے زمانے میں بھی کچھ دن نماز پڑھاتے رہے - لیکن جب بیماری بڑھ گئی تو حضرت ابوبکر کو کہلا بھیجا، کہ تم نماز پڑھاؤ - اُنہوں نے حضرت عمرؓ سے نماز پڑھانے کو کہا - لیکن اُنہوں نے یہ کہہ کے انکار کر دیا - کہ آپ اس کے زیادہ مستحق ہیں - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چند روز بیمار رہنے کے بعد انتقال فرمایا - تو حضرت عمرؓ کو یقین نہیں آتا تھا - کہ رحمت عالم کا سایہ سچ مچ مسلمانوں کے سروں سے اُٹھ گیا ہے - لوگوں کو زیادہ بے چین دیکھا - تو تلوار کھینچ لی - اور کہنے لگے "جو شخص کہے گا

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی۔ میں اُن کی گردن اُڑا دُوں گا ۔عنقریب آپ کو اللہ اٹھائے گا ۔ اور آپ منافقوں کو سزا دیں گے ۔ لیکن حضرت ابوبکر کی تقریر سننے کے بعد جب اُنہیں یقین ہو گیا ۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعی انتقال فرمایا ۔ تو دل پر بجلی سی گر ی ۔ پاؤں سُن ہو گئے ۔ اور وہ وہیں پر گر پڑے ۔

حضرت عمرؓ اگرچہ ہجرت کے چھٹے برس مسلمان ہوئے تھے ۔ بہت سے صحابی ایسے تھے ۔ جو اُن سے پہلے مسلمان ہو چکے تھے ۔ پھر بھی اُن کا شمار بڑے اُونچے درجہ کے صحابیوں میں ہوتا تھا ۔ وہ سارے اہم مشوروں میں شریک رہتے تھے ۔ اور حضرت ابوبکر کے نام کے ساتھ ان کا نام لوگوں کی زبانوں پر آتا تھا ۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

رسولِ اللہ سے اُن کی رشتہ داری بھی تھی ۔ یعنی اُن کی صاحبزادی حضرت حفصہ رسولِ خدا کے نکاح میں تھیں ۔ رسولِ خدا نے اُنہیں فاروق کا خطاب دیا تھا ۔ فاروق کے معنی ہیں ۔ سچ اور جھوٹ میں فرق کرنے والا ۔ چنانچہ فاروق حضرت عمرؓ کے نام کا جزو بن گیا ہے ۔

رسولِ اللہ کی وفات کے بعد بڑا خطرہ یہ تھا ۔ کہ کہیں مسلمانوں میں پھوٹ نہ پڑ جائے انصار جو اپنے میں سے کسی شخص کو خلیفہ بنانا چاہتے تھے ۔ خلافت کا فیصلہ کرنے کے لیئے فوراً ایک جگہ جمع ہو گئے تھے ۔ اس موقع پر مسلمانوں کو پھوٹ سے بچانے میں حضرت عمرؓ کا بڑا حصہ ہے ۔ وہ فوراً حضرت ابوبکر کو ساتھ لے کے انصار کے پاس پہنچے ۔ حضرت ابوبکر نے اس موقع پر جو تقریر کی تھی ۔ اُس میں

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

خلافت کے لئے حضرت عمرؓ کا نام پیش کیا تھا۔ لیکن اُنہوں نے جواب دیا ۔ کہ آپ کے ہوتے ہوئے میں کیونکر خلیفہ ہو سکتا ہوں ۔ چنانچہ پہلے خود اُنہوں نے حضرت ابوبکر کی بیعت کی ۔ پھر سب لوگ ٹوٹ پڑے ۔

حضرت ابوبکر کے زمانے میں جو اہم واقعات پیش آئے ۔ اُن میں حضرت عمرؓ کا مشورہ بھی شریک تھا ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد عرب کے بہت سے قبیلوں نے زکواۃ دینے سے انکار کر دیا تھا ۔ بعض لوگوں نے اپنے آپ کو نبی کہنا شروع کر دیا تھا ۔ اور کئی قبیلے اُن پر ایمان لے آئے تھے ۔ اکثر صحابہ کا خیال تھا کہ جن قبیلوں نے صرف زکواۃ دینے سے انکار کیا ہے ۔ اُن سے نرمی برتی جائے ۔ حضرت عمرؓ کی بھی یہی رائے تھی ۔ لیکن جب حضرت

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

ابو بکر نے دلیلیں دے کے سمجھایا۔ تو حضرت عمر بھی اُن کے ہم خیال ہو گئے۔ چنانچہ وہ خود کہتے تھے۔ کہ جب حضرت ابو بکرؓ نے تقریر کی تو میں سمجھ گیا کہ اللہ نے لڑائی کے لئے اُن کا سینہ کھول دیا۔ اور مجھے معلوم ہو گیا کہ وہ سچائی پر ہیں۔ حضرت ابو بکر کے عہد کا ایک بڑا کارنامہ یہ ہے کہ قرآن جمع کیا گیا۔ اس کام میں بھی حضرت عمر کا مشورہ شریک تھا۔

حضرت عُمر کی طبیعت میں بڑی تُندی اور تیزی تھی۔ ذرا ذرا سی بات پر اُن کی تلوار میان سے نکل آتی تھی۔ حضرت ابو بکر کے زمانے میں بھی اُن کا یہی حال رہا اس لئے جب

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

اپنی بیماری کے زمانے میں حضرت عُمر کو اپنا جانشین بنانا چاہا۔ اور بعض صحابہ سے مشورہ کیا تو قریب قریب سب نے یہی کہا۔ کہ وہ یوں تو ہر طرح سے خلیفہ بننے کے لائق ہیں۔ لیکن اُن کے مزاج میں سختی ہے۔ اور بعض نے تو یہ بھی کہا۔ کہ آپ کے سامنے ہم لوگوں سے عُمر کا برتاؤ بہت سخت رہا ہے۔ وہ خود خلیفہ ہوں گے تو خدا جانے کیا کریں گے حضرت ابو بکر نے اس کے جواب میں کہا۔ اُن کی سختی کی وجہ یہ تھی۔ کہ میں نرم تھا۔ خلافت کا بوجھ اُن کے کندھوں پر آ پڑا۔ تو طبیعت میں خود بخود نرمی آ جائے گی۔ یہ بات صحیح ثابت ہوئی خلیفہ بننے کے بعد حضرت عمر کی طبیعت میں اگلی سی تندی اور تیزی باقی نہ رہی۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

خلافت

حضرت عمرؓ ۳۳ برس کی عمر میں نبوت کے چھٹے برس اسلام لائے تھے۔ جب وہ خلیفہ مقرر ہوئے۔ تو اُن کی عمر ۵۳ برس کی تھی اُنہوں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اٹھارہ برس گزارے تھے۔ سارے بڑے بڑے معرکوں میں ساتھ رہے تھے۔ جن لڑائیوں میں بڑے بڑے بہادروں کے قدم اُکھڑ گئے تھے۔ اُن میں بھی وہ ثابت قدم رہے تھے۔ رسول اللہ سے اُنہیں بے حد محبت تھی۔ اور اُن کا بڑا ادب کرتے تھے۔ اُن کی آواز بہت بلند تھی۔ لیکن اللہ کا حکم آیا کہ مسلمانوں کو رسول اللہ سے اپنی آواز بلند نہیں کرنی چاہیئے۔ تو

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

حضرت عمرؓ کا یہ حال ہو گیا - کہ رسولِ خدا سے باتیں کرتے وقت اتنی دھیمی آواز میں بولتے تھے - کہ آواز صاف سُنائی نہیں دیتی تھی -

حضرت عمرؓ کا قد لانبا تھا - سینکڑوں آدمیوں میں بھی کھڑے ہوتے تھے - تو اُن کا قد نکلا ہوا معلوم ہوتا تھا - دُور سے دیکھنے والوں کو تو خیال ہوتا تھا - اور سب لوگ پا پیادہ ہیں - اور حضرت عمر گھوڑے پر سوار ہیں - گندمی رنگت تھی - رُخسار بھرے ہوئے نہیں تھے - گھنی داڑھی بڑی بڑی مونچھیں سر کے بال سامنے سے اُڑے ہوئے تھے - لوگوں پر اُن کا بڑا رُعب تھا - لیکن اس کے ساتھ ساتھ طبیعت میں بڑی تواضع اور خاکساری بھی تھی - غذا بہت سادہ تھی - یعنی روٹی اور روغن زیتون - روٹی گیہوں کی ہوتی تھی - لیکن آٹا چھانا نہیں جاتا

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

تھا۔ ایک دفعہ عرب میں قحط پڑا تو گیہوں کی
روٹی کے بجائے جو کی روٹی کھانے لگے۔ کبھی کھانے
میں بہت زیادہ تکلف کیا۔ تو روٹی اور روغن
زیتون کے ساتھ گوشت دودھ اور سرکہ بھی
دسترخوان پر آگیا۔ لباس بھی موٹا جھوٹا پہنتے تھے
موٹے کپڑے کی قمیص کے ساتھ ساتھ کبھی عیسائی
درویشوں کی ٹوپی بھی اوڑھ لیا کرتے تھے۔ کپڑوں
میں اکثر پیوند لگے ہوتے تھے۔ ایک دفعہ کچھ
لوگ ملنے آئے۔ اور اُنہیں خاصی دیر اُن کا
انتظار کرنا پڑا۔ کچھ عرصہ کے بعد حضرت عمرؓ گھر سے
نکلے۔ تو معلوم ہوا پہننے کو کپڑے نہیں تھے۔ جو
کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ اُنہیں دھو کے سوکھنے ڈال
دیا۔ جب وہ سوکھ گئے۔ تو اُنہیں پہن کے
باہر نکلے۔

وہ اپنا کام اکثر اپنے ہاتھ سے کرتے تھے۔ اُنہوں

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

نے اگرچہ بڑی نیکی اور پرہیزگاری کی زندگی بسر کی تھی ۔ پھر بھی عاقبت کا بڑا خیال رہتا تھا ۔ نماز پڑھنے کھڑے ہوتے تو اللہ کے خوف سے دل پگھل جاتا ۔ اور آنکھوں سے آنسوؤں کا طوفان اُمڈ پڑتا ۔ کبھی کبھی تو نماز میں چیخیں مار مار کے روتے تھے ۔ اُن کی طبیعت میں سختی ضرور تھی ۔ لیکن غرور نام کو نہیں تھا ۔ ایک مرتبہ خطبہ میں کہا ، کہ ایک زمانے میں میں اتنا مفلس تھا ۔ کہ لوگوں کو پانی بھر بھر کے لا دیا کرتا تھا ۔ وہ مجھے اُجرت کے طور پر چھوہارے دیتے تھے ۔ اور میں اُنہیں سے گزر کرتا تھا ۔ وہ منبر سے اُترے تو کسی نے پوچھا ۔ یہ بات ایسی تو نہیں تھی ۔ کہ خطبہ میں کہی جاتی ۔ کہنے لگے ۔ ذرا میری طبیعت میں غرور آ گیا تھا ۔ میں نے اس طرح اُس کا علاج کر لیا ۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

خلیفہ مقرّر ہونے سے پہلے تجارت پر اُن کا
گزارہ تھا خلیفہ بننے کے بعد تجارت کر کے اپنا
اور اپنے بال بچّوں کا پیٹ پالنا مشکل ہو گیا ۔
صحابہ کو بُلا کے مشورہ کیا ۔ حضرت علی نے کہا، آپ
بھی حضرت ابوبکر کی طرح اتنا روپیہ لے لیا کیجیے،
جو آپ کے روٹی کپڑے کے لیئے کافی ہو ۔ کچھ
عرصہ کے بعد اُنھوں نے مسلمانوں کے وظیفے اُن
کے رُتبے اور درجے کے مطابق مقرّر کیئے ۔ تو
خود بھی بیت المال سے پانچ ہزار روپیہ سالانہ
وظیفہ لینے لگے جو آج کل کے سکّہ کے لحاظ سے
ہزار بارہ سو روپے کے برابر ہوتے ہیں ۔ بلکہ
وظیفہ کے معاملوں میں یہ درجہ بندی ہر شخص کی اسلامی
خدمت کے لحاظ سے کی گئی تھی ۔ جو لوگ بدر
کی لڑائی میں شریک تھے ۔ اُنہیں سب سے زیادہ
وظیفہ ملتا تھا ۔ جن لوگوں نے اُحد کے معرکہ میں

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

حصّہ لیا تھا - انہیں اُن سے کم - اس سے اندر کے اور بھی کئی درجے تھے - لیکن بہت سے لوگ ایسے تھے - جن کی تنخواہیں حضرت عمرؓ سے سے زیادہ تھیں -

حضرت عمرؓ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ آئے تو قبا کی بستی میں جو مدینہ سے دو تین میل کے فاصلہ پر ہے ٹھہرے - حضرت عتبان بن مالک اُن کے دینی بھائی تھے - حضرت عمر ایک دن چھوڑ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے - لیکن جس دن خود حاضر نہیں ہوتے تھے - حضرت عتبان بن مالک کو آپ کی خدمت میں بھیج دیتے تھے - خلافت ملی - تو مدینہ چلے آئے - یہاں اُن کا مکان مسجد نبوی کے پاس تھا - حضرت ابو بکر خلیفہ کہلاتے تھے - حضرت عمرؓ کو لوگوں نے امیرالمومنین

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

یعنی مسلمانوں کا سردار کہنا شروع کر دیا - انہیں خود بھی یہ لقب پسند تھا -

حضرت عمر نے خلافت کے معاملہ میں حضرت ابو بکر صدیق کی پوری پوری پیروی کی - کسی بات کا فیصلہ کرنا ہوتا تھا تو خود نہیں کرتے تھے صحابہ کو بلا کے مشورہ کر لیتے تھے - مشورہ کی اس مجلس میں وہی صحابہ شریک ہوتے تھے - جن کی رائے پر لوگوں کو بھروسہ تھا - اُن میں بڈھے بھی تھے - جوان اور ادھیڑ بھی - کبھی کبھی کوئی اہم معاملہ پیش آتا تھا - تو مہاجرین اور انصار میں بہت سے لوگوں کو مشورہ کے لیے بلایا جاتا تھا - بلکہ کسی بات میں فوجی افسروں کی رائے ضروری ہوتی تو اس مجلس میں انہیں بھی شامل کر لیا جاتا تھا - یہ مجلسیں مسجد نبوی میں ہوتی تھیں - اور ان میں ہر شخص بڑی آزادی سے

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

اپنے خیالات ظاہر کر سکتا تھا - لوگوں کو یہ آزادی تھی - کہ خلیفہ کوئی غلطی کرے تو اُسے ٹوک دیں - ملک کے مختلف صوبوں پر جو حاکم مقرر کیے گئے تھے - اُن پر بڑی کڑی نگرانی کی جاتی تھی - کسی حاکم کا کوئی قصور ثابت ہو جاتا تھا - تو اُسے سب کے سامنے سزا دی جاتی تھی -

قبیلہ غسان کا شہزادہ جبلہ بن ایہم رُوم کے بادشاہ کا باج گزار اور بڑا دولت مند اور طاقتور سردار تھا - حضرت عمرؓ کے زمانہ میں وہ مدینہ آیا - اور مسلمان ہو گیا - ایک دن وہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا کہ کسی مسلمان کا پاؤں جبلہ کی چادر پر جا پڑا - جبلہ نے غصّہ میں آ کے اُسے تھپڑ رسید کر دیا - حضرت عمرؓ کے پاس شکایت پہنچی - انہوں نے جبلہ کو بلوا

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کے کہا ۔ کہ تم نے اس شخص نے تھپّڑ مارا ہے۔
اب تمہیں اِس کے ہاتھ سے تھپّڑ کھانا پڑیگا
جبلہ کہنے لگا ۔ آپ ذرا اس بات پر بھی غور
کیجئے ۔ کہ میرے اور اس کے رتبہ اور حیثیت
میں زمین و آسمان کا فرق ہے ۔ حضرت عمرؓ نے
کہا اسلام اِس قسم کی اُونچ نیچ کو نہیں مانتا ۔ جو
شخص جُرم کرتا ہے ۔ چاہے اُس کا رتبہ کتنا
ہی اونچا ہو ۔ اُسے سزا ضرور دی جاتی ہے،
جب جبلہ نے دیکھا ۔ کہ کسی طرح جان نہیں
چھوٹتی ۔ تو کہنے لگا اچھا مجھے رات بھر
کی مہلت دیجئے ۔ حضرت عمرؓ نے یہ درخواست
منظور کر لی ۔ اور وہ راتوں رات بھاگ کے
اپنے علاقہ میں چلا گیا ۔

حضرت عمرؓ کو مسلمانوں کا بڑا خیال رہتا تھا۔
کسی مسلمان کو ذرہ بھر تکلیف ہوتی ۔ تو اُن کا

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

دل بے چین ہو جاتا تھا ۔ راتوں کو مدینہ میں دیکھتے پھرتے ۔ کہ کسی کو کوئی شکایت تو نہیں ۔ مدینہ کے باہر جو قافلے اُترتے تھے ۔ رات رات بھر خود اُن کی نگہبانی کرتے اور معمولی سپاہیوں کی طرح پہرا دیتے تھے ۔ ایک رات مدینہ سے نکلے ۔ کچھ دُور گئے تھے ۔ تو ایک خیمہ میں آگ روشن نظر آئی ۔ وہاں پہنچے ۔ تو معلوم ہوا ۔ کہ ایک عورت کچھ پکا رہی ہے ۔ اور تین چار بچے اُسے گھیرے ہوئے رو رہے ہیں پاس جا کے پوچھا ۔ تو معلوم ہوا ۔ کہ کئی وقتوں سے بچوں کو کچھ کھانے کے لئے نہیں ملا ۔ انہیں بہلانے کو ہنڈیا میں پانی ڈال کے چولہے پر چڑھا دیا ہے ۔ یہ سُن کے سیدھے مدینہ پہنچے ۔ خود گھی گوشت ۔ آٹا اور کھجوریں اُٹھا کے لائے ۔ اور یہ سارا سامان اس عورت کے

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

سامنے رکھ دیا ۔ اُس نے آٹا گوندھا ۔ پکا رنیدھ کے بچوں کے سامنے رکھا ۔ وہ جب کھانا کھا کے کھیلنے لگے تو حضرت عمرؓ رخصت ہوئے ۔ بچوں کی ماں چلتے وقت انہیں روک کے کہنے لگی ۔ کیا اچھا ہوتا ۔ کہ عمر کی جگہ تم خلیفہ ہوتے ۔ حضرت کے دل پر اس فقرہ نے بڑا اثر کیا ۔ دوسرے دن اُسے بلا کے اس کا وظیفہ مقرر کر دیا ۔

خلیفہ بننے کے بعد حضرت عمرؓ کو اپنے آرام و آسائش کا خیال بالکل نہیں رہا تھا ۔ سارا سارا وقت خلافت میں کام کاج میں خرچ کر دیتے تھے ۔ کبھی مسجد میں بیٹھے ہیں ۔ صحابہ سے مشورے ہو رہے ہیں ۔ رُوم اور ایران میں فوجیں بھیجنے کی تجویزیں سامنے آ رہی ہیں ۔ ہرکارے آ رہے ہیں جا رہے ہیں ۔ سپاہ سالاروں کو ہدایتیں بھیجی جا رہی ہیں ۔ حاکموں کی شکایتیں پیش

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

ہو رہی ہیں - یہ جھگڑے نمٹا کے اُٹھتے ہیں -
تو کندھے پر مشک اُٹھا کے بیوہ عورتوں کے ہاں
پانی پہنچاتے - اور اُن کی دُعائیں لیتے ہیں -
مسجد نبوی میں پانچ وقت کی نماز پڑھانا بھی اپنے
ذمہ لے رکھا ہے - اس لئے کوئی کام بھی کر
رہے ہوں - یہ خیال لگا رہتا ہے کہ نماز کی امامت
کے لئے مسجد میں وقت پر پہنچنا ہے - کہیں ایسا
نہ ہو - لوگ میری راہ دیکھتے رہیں - نماز پڑھا
کے مسجد سے نکلتے ہیں - تو خبر آتی ہے - کہ
بیت المال سے ایک اُونٹ بھاگ گیا - اُس کی
تلاش میں نکلتے ہیں - لوگ کہتے ہیں آپ نے کیوں
تکلیف کی - کسی غلام کو بھیج دیا ہوتا - جواب
دیتے ہیں - مجھ سے بڑھ کر غلام اور کون ہوگا
یہ کہتے وقت اپنی ذمہ داریوں کے خیال سے
جی بھر آتا ہے - آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا تے

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

لگتے ہیں ۔ کام کرتے کرتے تھک جاتے ہیں ۔
تو کمر سیدھی کرنے فرشِ خاک پر لیٹ جاتے ہیں
رات کو مسجد نبوی میں عشا کی نماز پڑھانے کے
بعد شہر کی خبر لینے نکل کھڑے ہوتے ہیں ۔ اور
کبھی کبھی ساری رات آنکھوں میں کاٹ دیتے ہیں ۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

عراق اور ایران کی لڑائیاں

جس زمانے کا ہم ذکر کر رہے ہیں - اس زمانے میں عرب کے دونوں بازوؤں پر دو بڑی سلطنتیں تھیں ایک طرف رُوم کی سلطنت تھی - جو ایشیا - افریقہ اور یورپ تینوں براعظموں میں پھیلی ہوئی تھی - دوسری طرف ایران کی حکومت جس نے ایشیا کے ایک بہت بڑے علاقے پر قبضہ کر رکھا تھا - ان دونوں سلطنتوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں مسلمانوں سے چھیڑ چھاڑ شروع کر دی تھی - حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت کے زمانے میں باقاعدہ لڑائی شروع ہو گئی اور مسلمانوں نے ایک طرف تو ایرانیوں کو عراق کے کئی شہروں سے نکال دیا - اور دوسری جانب شام اور

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

فلسطین میں رُوسی عیسائیوں کو پے در پے شکستیں دے کے خاصے بڑے علاقے پر قبضہ کر لیا۔ عیسائیوں سے مسلمانوں کے جو معرکے ہوئے اُن میں سب سے بڑی لڑائی یرموک کی تھی۔ یہ لڑائی حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خلافت کے آخری زمانے میں شروع ہوئی تھی۔ ابھی لڑائی ختم بھی نہیں ہوئی تھی کہ حضرت ابوبکر کا انتقال ہوگیا۔ البتہ ایران کی بڑی بڑی لڑائیاں حضرت عمر کی خلافت ہی کے زمانہ میں ہوئیں۔

حضرت ابوبکر نے عراق پر حملہ کرنے کے لئے حضرت خالد بن ولید کو فوج دیکر بھیجا تھا۔ حضرت خالد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی اور بڑے اُونچے درجے کے سپہ سالار تھے اُن کی اسی خوبی کی وجہ سے آنحضرت صلعم نے انھیں سیف اللہ یعنی اللہ کی "تلوار کا خطاب دیا تھا

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

وہ عراق کا ایک حصّہ فتح کر چکے ۔ تو حضرت ابو بکر نے اُنہیں شام بھیج دیا ۔ اور اُن کی جگہ مثنیٰؓ بن حارث کو عراق اور عرب کے سرحدی علاقے کے ایک نو مسلم عرب سردار تھے سپہ سالار مقرر کیا ۔ مثنیٰؓ کے پاس فوج کم تھی ۔ اِس لئے وہ حیرہ کا شہر فتح کرنے کے بعد حضرت ابو بکر کی خدمت میں حاضر ہوئے ۔ جس دِن مثنیٰؓ اُن کی خدمت میں حاضر ہوئے ۔ اُنہیں سخت بخار تھا ۔ پھر بھی اُنہوں نے حضرت عمر کو بُلا کے تاکید کی ۔ کہ مثنیٰؓ کی مدد کے لئے ضرور فوج بھیجی جائے ۔ اُسی دن شام کے وقت اُن کا انتقال ہو گیا ۔

حضرت عمرؓ کی بیعت کے لئے دُور دُور سے لوگ آئے تھے ۔ حضرت عمرؓ نے اُنہیں عراق کے حالات سُنائے ۔ اور جہاد پر اُبھارا ۔ سب

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

سے پہلے ابو عبید ثقفی نے جو قبیلہ ثقیف کے مشہور
سردار تھے ۔ عراق جا کے ایرانیوں سے لڑنے پر
آمادگی ظاہر کی ۔ پھر ہر طرف سے آوازیں آنے
لگیں ۔ کہ ہم بھی چلیں گے ۔ حضرت عمرؓ نے
ابو عبید کو اس فوج کا سالار مقرر کیا ۔ اور وہ
حیرہ کی طرف بڑھے ۔ جہاں اسلامی فوج ڈیرے
ڈالے پڑی تھی ۔

ان دنوں پوران دخت ایران کی ملکہ تھی ۔
اُس نے جب پے در پے شکستوں کی خبریں سُنیں
تو رستم کو جو خراسان کے گورنر کا بیٹا اور بڑا
لائق شخص تھا ۔ بلا کے وزیر جنگ مقرر کیا ۔ اُس
نے قاصد بھیج کے بڑے بڑے سرداروں کو جمع
کیا ۔ اور اُنہیں غیرت دلا کے مسلمانوں سے
لڑنے پر اُبھارا ۔ جس علاقے پر مسلمانوں نے
قبضہ کر رکھا تھا ۔ وہاں اس زور سے بغاوت

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

ہوئی ۔ کہ کئی بستیاں مسلمانوں کے قبضہ سے نکل گئیں
پھر بھی جب میدان میں مسلمانوں سے ایرانیوں کا
مقابلہ ہوا ۔ تو مسلمانوں ہی کا پلہ بھاری رہا۔
اور انہوں نے بہت سے علاقے پر قبضہ کر لیا
رستم کو یہ خبریں پہنچیں ۔ تو اس نے ایران
کا پرانا قومی جھنڈا درفش کا دیانی نکالا ۔ ایرانی
اس جھنڈے کی بڑی عزت کرتے تھے ۔ جب
کوئی نیا بادشاہ تخت پر بیٹھتا تھا تو درفشِ کادیانی
پر سونا چاندی اور جواہرات نچھاور کئے جاتے تھے
ایرانیوں میں یہ بھی مشہور تھا ۔ کہ جس میدان میں
یہ جھنڈا لہرایا گیا ہے اس میں ایرانیوں کو ضرور
فتح ہوتی ہے ۔ پھر بہمن کو جو بڑا تجربہ کار
سپہ سالار تھا ۔ یہ جھنڈا دے کے مسلمانوں کے
مقابلہ پر بھیجا گیا ۔

بہمن دریائے فرات کے کنارے پہنچ کے رُکا۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

ادھر سے ابو عبید ثقفی بڑھے اور وہ بھی دریا کے کنارے پہنچ کے رک گئے۔ اب صورت حال یہ تھی کہ دریا کے ایک کنارے پر مسلمان تھے دوسرے کنارے پر ایرانی۔ گویا دونوں فوجوں کے درمیان فرات کی موجیں حائل تھیں۔ بہمن نے مسلمانوں کو پیغام بھیجا کہ تم اس کنارے آتے ہو یا ہم اُس کنارے آئیں۔ مثنّیٰ بن حارث اور دوسرے سرداروں کی رائے یہ تھی کہ مسلمان جہاں ہیں وہیں رہیں اور ایرانیوں کو دریا عبور کر کے اس کنارے آنے دیا جائے لیکن ابو عبید نے بہادری کے جوش میں نہ مانا۔ اور پل باندھ کے فوج کو دریا کے پار اتار دیا۔ پار کا میدان تنگ تھا۔ اور مسلمانوں کے لئے پیچھے ہٹنے کی کوئی جگہ نہ تھی۔ پھر ایرانی فوج میں کثرت سے ہاتھی تھے۔ ایرانی فوج سنکھ اور گھنٹے بجاتی ہاتھیوں کو لے کے بڑھی تو مسلمانوں کے گھوڑے کچھ تو شور سن کے اور کچھ ہاتھیوں کی کالی کالی صورتیں

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

دیکھ کے بدکے - ابو عبید نے یہ دیکھا - تو گھوڑے سے کود کے تلوار سونت لی - اور ساتھیوں کو للکارا کہ ہاتھیوں کو گھیر کے ہودوں کی رسیاں کاٹ ڈالو - ایک سپید ہاتھی جو ہندوستان کے کسی راجہ نے شاہِ ایران کے پاس بھیجا تھا - آگے آگے تھا - ابو عبید اس کی طرف بڑھے - اور تلوار کے ایک ہی وار میں سونڈ کاٹ ڈالی - ہاتھی زخم کھا کے چنگھاڑا - اور انہیں زمین پر گرا کر سینے پر پاؤں رکھ دیا - کہ پسلیاں چور چور ہو گئیں - ابو عبید کے شہید ہو جانے پر ان کے بھائی نے جھنڈا سنبھالا - اور وہ بھی شہید ہو گئے - ایک شخص نے ہٹ کے پل توڑ ڈالا - تا کہ مسلمان بھاگ نہ سکیں - یہ بڑا نازک وقت تھا، ہاتھی کالے کالے بادلوں کی طرح مسلمانوں کے لشکر پر چھائے ہوئے تھے - اور ایسا معلوم ہوتا تھا

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کہ ایک مسلمان بھی نہیں بچے گا ۔ یہ حال دیکھ کے
مثنیٰؓ نے فوج کی کمان سنبھالی ۔ کچھ لوگوں کو پل
کی مرمت کرنے بھیجا ۔ تاکہ جو لوگ پیچھے ہٹ
رہے تھے ۔ انہیں دریا کے پار اتار دیا جائے ۔
اور باقی فوج کو لے کے ایرانیوں کو اس طرح
روکا ۔ کہ وہ ایک قدم آگے نہ بڑھ سکے ۔ جب
لوگ دریا کے پار پہنچ کے فوج کی گنتی کی ۔ تو
معلوم ہوا کہ نو ہزار میں سے صرف تین ہزار
سپاہی موجود ہیں ۔ چار ہزار تو میدان جنگ میں
شہید ہو گئے ۔ اور دو ہزار بھاگ نکلے ۔ جو لوگ
اس لڑائی سے بھاگے تھے ۔ وہ مدتوں منہ چھپائے
پھرے ۔ کچھ عرصہ کے بعد دریائے فرات کے
کنارے پھر لڑائی ہوئی ۔ اب کے ایرانیوں کا
سپہ سالار مہران تھا ۔ اور اسلامی فوج کی کمان
مثنیٰؓ بن حارثہ کے ہاتھ میں تھی ۔ مثنیٰؓ نے

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

دریا سے پار اُتر کے لڑنے کے بجائے ایرانیوں کو دریا سے پار اُترنے دیا ۔ اگرچہ یہ لڑائی بھی بڑے زور کی تھی ۔ اور ایرانی بہت بڑی فوج لے کے آئے تھے ۔ لیکن میدان مسلمانوں کے ہاتھ رہا۔ مہران میدان میں کام آیا اور اَن گنت ایرانی سپاہی مارے گئے ۔

جب یہ خبریں ایران کے پایہ تخت مدائن میں پہنچیں ۔ تو امیروں وزیروں نے پوران دخت کی جگہ ایک نوجوان ایرانی شہزادے یزدگرد کو تخت پر بٹھایا ۔ اس کے تخت پر بیٹھتے ہی ایرانیوں کے حوصلے پھر جوان ہو گئے ۔ ہرکارے یہ خبر لے کے ہر طرف پھیل گئے ۔ اور قومی جوش اور غیرت نے ملک بھر میں آگ لگا دی ۔ ایرانیوں نے بڑے زور سے جنگی تیاریاں شروع کر دیں حضرت عمرؓ کو معلوم ہوا ۔ تو اُنہوں نے مثنیٰؓ

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کو لکھا - کہ ہٹ کے عرب کی سرحد کی طرف چلے
آؤ - ساتھ ہی خود بھی فوج جمع کرنی شروع کر
دی - چونکہ حج کا زمانہ تھا - اس لئے بہت
سی فوج آسانی سے جمع ہو گئی - حضرت عمر کا
ارادہ تھا - کہ اس فوج کو خود لے کے چلیں -
لیکن صحابہ سے مشورہ کیا - تو اُنہوں نے کہا - کہ
آپ کا مدینہ میں رہنا ضروری ہے - آخر حضرت
سعد بن وقاص کو جو بڑے پایہ کے صحابی تھے -
اس فوج کا سردار مقرر کیا گیا - لیکن جب سعد
عراق پہنچے تو مثنیٰ بن حارث وفات پا چکے تھے
پُل کی لڑائی میں اُنہوں نے جو زخم کھائے تھے
وہ بگڑ گئے - اور آخر انہیں زخموں کی وجہ سے
ان کا انتقال ہوا -

سعد کے ساتھ تیس ہزار سپاہی تھے - ان
کے مقابلہ پر رستم بہت بڑی فوج لے کے آیا -

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

ایران کا قومی جھنڈا درفش کاویانی اُس کے سر
پر لہرا رہا تھا اور اُس کے ساتھ ساتھ بڑے
بڑے سردار تھے - جن میں بہمن بھی تھا - جو
پل کی لڑائی میں ایرانی فوج کا اعلیٰ افسر تھا -
قادسیہ کے میدان میں دونوں فوجیں آمنے سامنے
ہوئیں - رستم اگرچہ بڑا لاؤ لشکر ساتھ لے کے
آیا تھا - پھر بھی مسلمانوں کا رُعب کچھ ایسا چھایا
ہوا تھا ، کہ اُسے لڑائی شروع کرنے کا حوصلہ
نہیں پڑتا تھا - اس لئے صلح کی بات چیت شروع
کی - کئی دن دونوں طرف کے آدمی آتے جاتے
رہے - جب صُلح کی کوششوں کا کوئی نتیجہ نہ نکلا
تو لڑائی کا ڈول ڈالا - سعد بن وقاص بیمار تھے
اور چل پھر نہیں سکتے تھے - اس لئے وہ قادسیہ
کے ایک پُرانے قلعہ میں جو مسلمانوں کے لشکر
کی پُشت پر تھا - بیٹھے رہتے - جو حُکم دینا

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

ہوتا تھا - وہ پرچے پر لکھ کر اور اُس کی گولی
سی پھینک دیتے تھے - مسلمانوں کے سردار اسی
کے حکم کے مطابق فوج کو لڑاتے تھے -
اُس زمانے کی لڑائیوں کا قاعدہ تھا - کہ پہلے
دونوں طرف سے ایک ایک سپاہی میدان میں آتا
دیر تک اس قسم کی لڑائیوں کا سلسلہ جاری رہتا
پھر دونوں لشکر بڑھتے اور جنگ شروع ہو جاتی
قادسیہ کے میدان میں بھی یوں ہی لڑائی ہوئی
پہلے ایک ایرانی سردار جسے اپنی بہادری کا بڑا
گھمنڈ تھا - میدان میں آ کے پکارا - کہ جسے
بہادری کا دعویٰ ہو ، میرے مقابلہ پر آئے
اُدھر سے عمرو معدی کرب جو قبیلہ زُبید کے
سردار اور بڑے نامی شہسوار تھے - اُس نے
تیر مارا - اُنھوں نے خالی دیا - پھر گھوڑا اُڑا
کے بڑھے اور اُس کی رکاب سے رکاب ملا کے

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

اُسے گھوڑے سے اُٹھا لیا - اور زمین پر پٹک کے تلوار سے گردن اُڑا دی - دیر تک یوں ہی دونوں طرف کے بہادروں میں زور آزمائی ہوتی رہی - پھر ایرانیوں نے فوج بڑھائی - اور بڑے زور سے دہنے بائیں آ گرے - ہاتھی ایرانی فوج کے آگے آگے تھے - اُنہیں دیکھ کے مسلمانوں کے گھوڑے بدکنے لگے - سعد بن وقاص نے قبیلہ اسد کے سردار طلیحہ بن خویلد کو کہلا بھیجا - کہ اس کالی آندھی کو روکو - اُنہوں نے اپنے قبیلہ کے نیزہ بازوں کو لے کے اس زور کا حملہ کیا کہ یہ سیلاب رُک گیا - پھر قبیلہ تمیم کے بہادر گھوڑوں سے کود پڑے - اور گھٹنے ٹیک کر تیروں کا مینہ برسا دیا - اتنے میں رات کا اندھیرا اُترنے لگا - اور دونوں فوجیں ہٹ کے اپنی اپنی جگہ پر آ گئیں -

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

دُوسرے دِن ابھی لڑائی شروع نہیں ہوئی تھی اتنے میں ایک طرف سے گرد اُٹھی - جس میں نیزوں کی انیاں ستاروں کی طرح چمک رہی تھیں کچھ لوگ سمجھے کہ ایرانیوں کی کمک آ پہنچی - بعض کو خیال ہوا - مدینہ سے فوج آئی ہے - لوگ انہی خیالوں میں تھے - اتنے میں ہرکارے دَوڑتے دَوڑتے آئے - کہ شام کی اسلامی فوج کے سردار حضرت ابوعبیدہ بن الجراح نے ہاشم بن عتبہ اور قعقاع بن عمرو کی سرداری میں چھ ہزار سپاہی بھیجے ہیں - قعقاع بن عمرو ابھی پہنچے ہی تھے - کہ بہمن سے جو پل کی لڑائی میں ایرانی فوج کا سردار تھا - مقابلہ پڑ گیا - قعقاع کو جب اُس کا نام معلوم ہوا - تو تلوار سونت کے جا پڑے اور اس طرح تلواریں ماریں - کہ دم لینا مشکل کر دیا - اُس نے بہتیرا روکا - سپہ گری کے

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

جتنے داؤں پیچ یاد تھے ۔ سب خرچ کر دیئے ۔ لیکن ایک ہاتھ ایسا پڑا کہ دو ٹکڑے ہو کے زمین پر گرا ۔ اِدھر اسلامی فوج نے اللّٰہ اکبر بلند کیا اُدھر ایرانیوں کے کلیجے دھک سے رہ گئے ۔ چہروں پر ہوائیاں اُڑنے لگیں ۔ اب گھمسان کی لڑائی شروع ہوئی ۔ لیکن بڑی مشکل تو یہ تھی ۔ کہ ہاتھیوں کو دیکھ کے گھوڑے بے قابو ہو جاتے تھے ۔ قعقاع بن عمرو نے اس کا بھی توڑ تلاش کیا ۔ یعنی اونٹوں پر جھولیں اور بُرقعے ڈال کے اُن کی شکل ایسی خوفناک بنا دی ، کہ گھوڑے تو گھوڑے ہاتھی بھی اُنہیں دیکھ کے بدکنے لگے ۔

قادسیہ کی لڑائی تین دِن میں ختم ہو گئی ۔ تیسرے دِن آخری معرکہ تھا ۔ قعقاع نے رات کے وقت بہت سے سوار جنگل میں چھپا رکھے تھے ۔ جب صبح کے وقت لڑائی شروع ہوئی ۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

تو سو سو سواروں کے دستے اللہ اکبر کے نعرے لگاتے دہنے بائیں آ گرے ۔ سب نے جانا ۔ کہ شام سے تازہ کمک پہنچ گئی ۔ قدرت خدا کی اسی روز شام سے پیج تمح سات سو سواروں کا ایک دستہ آ پہنچا ۔ جو آتے ہی لڑائی میں شامل ہو گیا ۔ ایرانیوں نے اس روز فوج کے دہنے بائیں ہاتھیوں کی صفیں جمائی تھیں ۔ عمرو معدی کرب ۔ قعقاع اور ایک بہادر عاصم نے دو ہاتھیوں کو جو ڈیل ڈول میں دوسرے تمام ہاتھیوں سے بڑے تھے ۔ تاکا ۔ ان میں ایک ہاتھی سپید تھا ۔ دوسرا سیاہ ۔ عاصم نے سپید ہاتھی کی آنکھوں میں اس طرح تاک کے نیزے مارے ۔ کہ اس کی آنکھیں بیکار ہو گئیں ۔ قعقاع نے تلوار کے ایک ہی وار میں اس کی سونڈ کاٹ ڈالی ۔ سیاہ ہاتھی بھی زخمی ہو کے بھاگ گئے ۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

اب ان بہادروں نے اپنے قبیلہ کے نامی بہادروں کو لے کے دُوسرے ہاتھیوں کی طرف رُخ کیا - اور نیزوں اور تلواروں سے اُنہیں بھی بھگا دیا - ہاتھی بھاگتا ہے - تو اُسے اپنے پَرائے کی تمیز نہیں رہتی - سب کو چکّی کی طرح دَل ڈالتا ہے - ان ہاتھیوں نے ایرانی فوج میں بڑی آفت مچائی - اگرچہ شام ہو چکی تھی - اور قاعدہ کے مطابق دونوں فوجوں کو ہٹ جانا چاہیئے تھا لیکن مُسلمانوں نے ارادہ کر لیا تھا - کہ آج لڑائی کا فیصلہ کر کے رہیں گے - اس لئے ساری رات تلوار چلتی رہی - پچھلے پہر جب مُسلمان سرداروں نے دیکھا کہ جب تک رستم زندہ ہے اور اُس کے سر پر ایران کا قومی جھنڈا درفش کاویانی لہرا رہا ہے - ایرانی قدم پیچھے نہیں ہٹائیں گے قعقاع بن عمرو بن معدی کرب - اشعث - عاصم

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

طلیحہ بن خویلد گھوڑوں سے کُود پڑے تیر و کمان اور نیزے پھینک کے تلواریں گھسیٹ لیں اور اُس جگہ کی طرف بڑھے جہاں رستم سنہری چھتر کے سایہ میں بیٹھا فوج کو لڑا رہا تھا۔ اِن کے پیچھے پیچھے ساری فوج تھی۔ رستم نے جب دیکھا کہ سیلاب کا رُخ میری طرف ہے۔ تو تخت سے کُود پڑا۔ اور تلوار کھینچ کے لڑنا شروع کر دیا۔ جب زخموں سے نڈھال ہو گیا تو جان بچا کے بھاگا۔ راستے میں ایک نہر تھی اُس میں کُود پڑا۔ اور چاہا کہ تیر کے نکل جائے۔ لیکن ایک سپاہی نے جن کا نام ہلال تھا۔ پیچھا کیا۔ اور تلوار کے ایک وار میں اُس کا کام تمام کر ڈالا۔

رُستم کے مرتے ہی ایرانی فوج کے پاؤں اکھڑ گئے۔ اور مسلمانوں نے پیچھا کر کے ہزاروں کو

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

تلواروں کے گھاٹ اُتار دیا - اس فتح نے ایرانیوں
کا زور توڑ دیا - خاص طور پر عراق سے تو
اُن کی سلطنت بالکل ختم ہو گئی -
ایران کے پایۂ تخت مدائن کی فتح اس جنگ
کا سب سے بڑا معرکہ تھا - یہ شہر دریائے
دجلہ کے کنارے آباد تھا - ایرانیوں نے دجلہ
کے پُل توڑ ڈالے تھے - اور کشتیوں کو آگ
لگا دی تھی - سعد بن وقاص نے یہ کیفیت دیکھی
تو جوش میں آ کے گھوڑا دریا میں ڈال دیا
سپہ سالار کی جرأت دیکھ کے سب نے باگیں
اُٹھائیں اور دریا کے سینے کو چیرتے اس
طرح رکاب سے رکاب ملائے بڑھے - کہ قطاریں
ٹوٹنے نہ پائیں - ایرانیوں نے یہ دیکھا - تو سمجھے
کہ یہ انسان نہیں - جن بھوت ہیں - اِن سے لڑنا
بیکار ہے - یہ سوچ کے بھاگ کھڑے ہوئے

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

تیراندازوں کا ایک دستہ گھاٹوں کو روکے ہوئے
تھا - اس نے تھوڑی بہت جرأت دکھائی لیکن
آخر وہ بھی بھاگ نکلے - غرض جب سعد بن وقاص
مدائن پہنچے تو یزدگرد شہر چھوڑ کے جا چکا تھا
اس کا محل سُونا پڑا تھا یہاں بہت سی قیمتی
چیزیں ہاتھ آئیں - اُن میں ایک فرش تھا - جو
دُنیا کے عجائبات میں سے سمجھا جاتا ہے - یہ
فرش کیا تھا - ایک باغ تھا - جس میں سونے
چاندی ہیرے پنے لعل اور زمرد سے بہار کا سماں
دکھایا گیا تھا - دوسری چیزوں کے ساتھ یہ
بھی مدینہ پہنچا - جہاں اسے ٹکڑے ٹکڑے کر
کے تقسیم کر دیا گیا - مدائن کے بعد عراق کے
ایک شہر جلولا میں بڑی گھمسان کی لڑائی ہوئی
اس شہر کے مسلمانوں کے قبضہ میں آجانے کے
بعد عراق تو سارا فتح ہو گیا - لیکن ابھی ایران

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کا اصل ملک باقی تھا۔ چونکہ حضرت عمر کی طرف
سے ایران پر حملہ کرنے کا حکم نہیں آیا تھا۔
اس لئے مسلمان سرحد پر پہنچ کر رک گئے۔ لیکن
ایرانیوں سے نچلا بیٹھا نہیں جاتا تھا۔ یزدگرد
کو کچھ دن اطمینان سے بیٹھنا نصیب ہوا۔ تو
پھر فوجیں جمع کر کے لڑائی چھیڑ دی۔ اس کا
نتیجہ یہ ہوا کہ دجلہ اور فرات کے درمیان کا
علاقہ جو ایشیائے کوچک اور آرمینیا کے پہاڑوں
سے گھرا ہوا ہے اور جسے اس زمانہ میں جزیرہ
کہتے تھے مسلمانوں کے قبضہ میں آگیا۔

ایرانی سرداروں میں ہرمزان ایک مشہور سردار
تھا۔ جس نے مسلمانوں کو بہت دکھ دیئے تھے
وہ بار بار مسلمانوں سے صلح کرتا اور بار بار
اپنے قول و قرار سے پھر جاتا۔ آخری بار شوستر
کے شہر میں ہرمزان سے مقابلہ پڑا۔ جب

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

مسلمان شہر کے اندر جا گھسے۔ تو ہرمزان قلعہ کے
بُرج پر چڑھ گیا۔ اور پکار کے کہنے لگا۔
خبردار مجھے پکڑنے کا ارادہ نہ کرنا میرے ترکش
میں ابھی ایک سو تیر باقی ہیں۔ جو آگے
بڑھا اُس کی خیر نہیں۔ ہاں میں ایک شرط
پر اپنے آپ کو تمہارے حوالے کرنے پر تیار
ہوں۔ کہ مجھے مدینہ بھیج دیا جائے۔ اسلامی
فوج کے سرداروں نے یہ شرط منظور کر لی اور
اُسے حضرت عمرؓ کے پاس مدینہ بھیج دیا گیا۔
ایک صحابی کچھ کچھ فارسی جانتے تھے۔ اُن
کے ذریعے باتیں شروع ہوئیں۔ چونکہ ہرمزان
نے بار بار وعدہ خلافی کی تھی۔ اس لئے سب
کا خیال یہی تھا۔ کہ اُسے قتل کر دیا جائیگا
اتنے میں ہرمزان نے پینے کے لئے پانی مانگا
جب پانی لایا گیا۔ تو وہ پیالہ ہاتھ میں

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

لے کے کہنے لگا - مجھ سے وعدہ کیجئے - کہ جب
تک میں پانی پی نہ لوں - مجھے قتل نہیں کیا
جائے گا - حضرت عمرؓ نے یہ شرط منظور کر
لی - ہرمزان نے پانی پھینک دیا - اور کہنے
لگا - اب آپ مجھے قتل نہیں کر سکتے - سب
لوگ ہرمزان کی اس حیلہ بازی پر بہت حیران
ہوئے - اتنے میں اُس نے کلمہ پڑھا - اور
کہنے لگا - میں نے یہ حیلہ بھی اس لئے کیا تھا
تا کہ یہ لوگ یہ نہ کہہ سکیں - کہ ہرمزان
جان کے خوف سے مسلمان ہو گیا - مسلمان ہونے
کے بعد ہرمزان مدینہ ہی میں آباد ہو گیا تھا -
حضرت عمرؓ اکثر باتوں میں اُس سے مشورہ
کیا کرتے تھے - خاص طور پر ایران کے متعلق
کوئی فیصلہ کرنا ہوتا تھا - تو اُسے ضرور
بلوا لیا جاتا تھا -

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

ایرانیوں اور مسلمانوں کے درمیان سب سے
بڑا معرکہ نہاوند میں ہوا - ایرانی فوج میں ڈیڑھ
لاکھ سپاہی تھے - ادھر سے نعمان بن مقرن تیس ہزار
سپاہیوں کے ساتھ اُن کے مقابلہ پر بڑھے
لیکن وہ نہاوند سے چھ سات میل اُدھر پہنچ کے
رُک گئے - اور قعقاع کو تھوڑی سی فوج
دے کے ایرانیوں سے لڑنے بھیجا - اُنہوں نے
بڑی خوب صورتی سے لڑائی شروع کی - اور
جب ساری ایرانی فوج نے ہلّہ بول دیا،
تو قعقاع پیچھے ہٹتے ہٹتے اُس جگہ پہنچے جہاں
نعمان بن مقرن فوج لئے پڑے تھے - تو مسلمان
اس طرح دہنے بائیں آ کے گرے - کہ دشمن
کے لشکر میں کھلبلی پڑ گئی - گھمسان کی لڑائی
میں نعمان زخم کھا کے گرے - تو اُن کے
بھائی نے علم سنبھالا - اور اُن کے گھوڑے

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

پر سوار ہو کے لڑنے لگے - رات ہوتے ہوتے ایرانی فوج کے پاؤں اُکھڑ گئے - نعمان بن مقرن کو جب یہ خبر پہنچی - تو اُن کا آخری وقت تھا - اُنہوں نے فتح کی خوشخبری سُن کے خدا کا شکر ادا کیا - اور دم توڑ دیا -

نہاوند کے معرکے کے بعد ایران کا باقی علاقہ آسانی سے ہاتھ آ گیا - پہلے اصفہان فتح ہوا - پھر ہمدان - آذر بائیجان - طبرستان - آرمینیا کرمان اور سیستان قبضہ میں آئے - اور اسلامی فوجیں مکران فتح کر کے سندھ تک پہنچ گئیں - یزدگرد ترکستان پہنچا - اور وہاں کے بادشاہ کو ساتھ لے کے چڑھ آیا - لیکن ترک مسلمانوں کے ایک حملہ کی تاب بھی نہ لا سکے - یزدگرد مدّتوں مارا مارا پھرا - اور آخر بے وطنی کی حالت میں موت نے اُسے مصیبتوں سے نجات دلائی ؎

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

مسلمانوں نے جب ایران پر حملہ کیا - ایرانیوں
میں پھوٹ پڑی ہوئی تھی - پھر بھی جب
اُنہوں نے دیکھا کہ عرب بڑھے چلے آتے ہیں
تو یکدل ہو گئے - حضرت عمرؓ کے زمانے میں
مسلمانوں کو جن قوموں سے لڑنا پڑا - اُن
میں ایرانی سب سے بہادر تھے - اور اُن میں
بڑا قومی جوش تھا - اس کے علاوہ ان کے
پاس لڑائی کے ساز و سامان - ہاتھی گھوڑوں کی
کوئی کمی نہ تھی - خاص طور پر ہاتھی جن کی
مستکوں پر فولادی ڈھالیں اور سونڈوں میں لوہے
کی زنجیریں ہوتی ہیں - جس طرف بڑھتے چکی
کی طرح سب کو دل ڈالتے تھے - ان
ہاتھیوں پر لوہے کی عماریاں کسی جاتی تھیں -
اُن میں تیر انداز بٹھائے جاتے تھے - یہ عماریاں
کیا تھیں - چلتے پھرتے مورچے تھے - ادھر

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

ہاتھی فوجوں کو روندتے پھرتے - اُدھر عماریوں
سے تیروں کا مینہ برس جاتا تھا - اور صرف
ہاتھیوں اور عماریوں میں بیٹھ کے لڑنے والے تیر
اندازوں کا کیا ذکر ہے - معمولی ایرانی سپاہیوں
کا یہ حال تھا - کہ سر پر فولادی خود ہے،
جسم پر چار آئینہ - کہنیوں تک دستانے چڑھے
ہیں - پشت پر گینڈے کی ڈھال - اس کے ساتھ
تیروں کا مٹھا - ایک پہلو میں تلوار - دوسرے
میں گرز - ہاتھ میں لمبا برچھا - اُن کے مقابلہ
میں مسلمانوں کی یہ کیفیت تھی - کہ اُن کے پاس
ہتھیاروں میں صرف تیر تلوار اور نیزے ہوتے تھے
بعض لوگ زرہ کی جگہ چمڑے کا ایک کُرتہ سا
پہن لیتے تھے - کہ تیروں اور نیزوں سے کچھ
تو بچاؤ ہو جائے - اکثر لوگوں کی تلواریں زنگ
خوردہ تھیں - جنہیں سان پر لگا کے تیز کر

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

لیا گیا تھا ۔ لیکن اللہ نے اِن دیندار لوگوں کے بازوؤں میں کچھ ایسی طاقت بھر دی تھی ۔ کہ اُنہیں زنگ خوردہ تلواروں نے فولادی ڈھالوں کے ٹکڑے اُڑا دیئے ۔ مسلمانوں کے تیر بھی چھوٹے چھوٹے ہوتے تھے ۔ اس لئے جب ایرانیوں نے اُنہیں دیکھا ۔ تو سمجھا کہ تیر نہیں تکلے ہیں ۔ اصل میں مُسلمانوں نے سازوسامان یا تعداد کی وجہ سے نہیں ۔ بلکہ ایمان کی برکت سے ایرانیوں پر فتح پائی ۔ موت کا ڈر اُن کے جی سے نکل گیا تھا جب لڑائی کو دو ٹوک کرنا ہوتا تھا ۔ تو وہ گھوڑوں سے کود پڑتے تھے ۔ نیاموں کو توڑ کے پھینک دیتے تھے ۔ اور تلواریں سونت اور داڑھیاں دانتوں میں دبا شہادت کے شوق میں اس طرح دُشمن پر جا پڑتے تھے ۔ کہ صفوں کو اُلٹ کے رکھ دیتے تھے ۔ مشہور سپہ سالار

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

مثنیٰ بن حارث جو اسلام قبول کرنے سے پہلے ایرانیوں سے بارہا لڑ چکے تھے۔ اکثر کہا کرتے تھے۔ کہ ایک زمانے میں ایک ایرانی کے سامنے دس عرب نہیں ٹھیر سکتے تھے۔لیکن اسلام کی برکت سے آج ایک عرب دس ایرانیوں پر بھاری ہے ؎

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

شام اور مصر کے معرکے

اُس زمانے کی سلطنتوں میں رُوم کی سلطنت
بہت طاقت ور تھی - یہ سلطنت تین بڑاعظموں
یعنی افریقہ - ایشیا - اور یورپ میں پھیلی ہوئی تھی
ایشیا میں شام اور فلسطین اور ایشیائے کوچک
کے علاقے اُس کے قبضہ میں تھے - افریقہ میں
مصر کے علاوہ شمالی افریقہ کے ایک بہت بڑے
علاقے پر اُس کی حکومت تھی - اِس کے
علاوہ یورپ میں بھی اُس کی حکومت بہت
وسیع تھی - رُومی عیسائیوں سے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی زندگی ہی میں لڑائی شروع ہو
گئی تھی - حضرت ابوبکر کی خلافت کے زمانے
میں لڑائی نے زور پکڑا - اور مسلمانوں نے اِس

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

ملک کے بہت بڑے علاقے پر قبضہ کر لیا۔ رُوم کے عیسائیوں سے مُسلمانوں کے جو معرکے ہوئے۔ اُن میں یرمُوک کی لڑائی سب سے بڑی تھی۔ یہ لڑائی حضرت ابوبکر صدّیق کی زندگی کے آخری زمانے میں شروع ہوئی۔ اور اُن کی وفات کے بعد یعنی حضرت عمرؓ کی خلافت میں ختم ہو گئی۔ یرمُوک میں رُومی دو لاکھ سے زیادہ سپاہی لے کے آئے تھے۔ مُسلمان گنتی میں اُن کا پانچواں حصّہ بھی نہیں تھے۔ پھر بھی لڑائی میں مسلمانوں ہی کا پلّہ بھاری رہا۔ اور رومیوں کا زور ایسا ٹُوٹا۔ کہ پھر اُنہیں مُسلمانوں کے مقابلہ میں اتنی فوج جمع کرنے کی ہمّت نہ پڑی۔ حضرت ابوبکر کی خلافت کے زمانے میں شام کی اسلامی فوج کے سردار حضرت خالد بن ولید تھے۔ حضرت عمرؓ نے خلیفہ بننے کے بعد خالد کی جگہ

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

حضرت ابو عبیدہ بن الجراح کو سپہ سالار مقرر کر دیا۔ خالد بن ولید اگرچہ اعلےٰ درجہ کے سپہ سالار تھے۔ فوج کو لڑانے کا ڈھنگ انہیں خوب آتا تھا۔ لیکن حضرت عمرؓ کو ہمیشہ کھٹکا لگا رہتا تھا۔ کہ کہیں وہ بہادری کے جوش میں مسلمانوں کی جانوں کو خطرہ میں نہ ڈال دیں۔ حضرت ابو عبیدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے خاص صحابی اور اُن لوگوں میں سے تھے۔ جنہوں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا تھا وہ طبیعت کے نرم اور بڑے محتاط شخص تھے ہمیشہ پھونک پھونک کے قدم رکھتے تھے۔ اور اس بات کا بڑا خیال رکھتے تھے۔ کہ مسلمانوں کی جانیں ضائع نہ ہونے پائیں۔ لیکن اس تبدیلی سے جنگ کی حالت پر کوئی اثر نہیں پڑا۔ حضرت ابو عبیدہ ہمیشہ خالد بن ولید کے

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

مشوروں پر عمل کرتے تھے۔ لشکر کو کہاں اُتارا جائے۔ حملہ کیونکر شروع کیا جائے۔ دشمن کی فوج کے کس حصّے پر زیادہ دباؤ ڈالا جائے۔ کہ آسانی سے لڑائی کا فیصلہ ہو جائے۔ یہ سب باتیں خالد بن ولید کی رائے سے طے ہوتی تھیں۔ یرموک کے میدان میں ایرانیوں کو شکست دینے کے بعد مسلمان دمشق کے پُرانے شہر پر بڑھے۔ اور اُسے چاروں طرف سے گھیر لیا۔ ایک رات خالد بن ولید کو خبر ملی۔ کہ عیسائیوں کے سردار کے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے۔ اور شہر بھر کے لوگ اُس کے محل میں جمع ہیں۔ شہر کے گرد عیسائیوں نے خندق کھودرکھی تھی اور اُسے پانی سے بھروا دیا تھا۔ خالد بن ولید تیر کے خندق سے پار اُترے۔ اور کمند ڈال کے فصیل پر جا چڑھے۔ جو لوگ ساتھ تھے۔ اُنہوں

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

نے بھی پیروی کی ۔فصیل سے اُتر کے شہر کا
پھاٹک کھول دینا بڑا آسان کام تھا ۔ پھاٹک کھلتے
ہی ساری اسلامی فوج جو موقع کی منتظر کھڑی
تھی ۔شہر کے اندر جا پہنچی ۔ عیسائی افسر شرابیں
پی پی کے مست پڑے تھے ۔لڑائی کی ہمت
کس میں تھی ۔ تھوڑی دیر میں ”امان امان“ کی
آوازیں آنے لگیں ۔ اور دمشق پر آسانی سے
مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا ۔ دمشق کے بعد
شام کے چھوٹے بڑے شہر ایک ایک کر کے
قبضہ میں آ گئے ۔ بعض شہروں پر زور کے معرکے
بھی پڑے ۔ ان معرکوں میں سب سے بڑا
معرکہ اجنادین کا تھا ۔ یہاں عیسائیوں کی فوجوں
کا جماؤ تھا ۔ پھر اُن کا سردار ارطبون بھی سپاہیانہ
گھاتوں اور جنگی چالوں میں بڑی مہارت رکھتا
تھا ۔ لیکن اس کے داؤں پیچ دھرے رہ

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

گئے - اور عیسائیوں نے سخت شکست کھائی - اِن شہروں کے فتح ہونے کے بعد مسلمانوں نے بڑھ کے بیت المقدس کو گھیر لیا - اس شہر میں پرانے نبیوں کی بہت سی یادگاریں ہیں - اس لئے یہودیوں اور عیسائیوں کی طرح مسلمان بھی اس کی عزت کرتے ہیں - عیسائی بیت المقدس کو مسلمانوں کے حوالے کرنے پر تو آمادہ ہو گئے - لیکن ساتھ ہی یہ شرط بھی لگا دی کہ حضرت عمرؓ خود آ کے ہمیں عہد نامہ لکھ دیں -

حضرت عمر حضرت علیؓ کو مدینہ میں اپنی جگہ چھوڑ کے بیت المقدس روانہ ہوئے - تو اُن کے ساتھ نہ فوج تھی نہ لشکر - صرف چند بزرگ جنہوں نے رسول اللہ کی خدمت میں زندگی کا ایک حصّہ گزارا تھا - ہمراہ تھے - جس طرف سے یہ چھوٹا سا قافلہ گزرتا تھا -

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

خلقت امڈی آتی تھی - شام کے عیسائی جنہوں
نے اپنے بادشاہ اور اس کے سرداروں کی
سواری کا ٹھاٹھ دیکھا تھا - اس قافلہ کو
دیکھتے تھے - تو تعجب کرتے تھے - کہ یہ
کیسا سردار ہے ؟ جس کے ساتھ نہ نوبت
نقارے ہیں - نہ خیمے ڈیرے - کہاں وہ رومی
شہزادوں کی سواری کی دھوم دھام کہ دہنے
بائیں سواروں کے پرے جمے ہیں - جن کی
زرہوں ننگی تلواروں اور سنہری لباس سے
آنکھوں میں چکا چوند پیدا ہوتی ہے - آگے
آگے نقیب جو ہٹو بچو کی صدائیں لگاتے
چلے آتے ہیں - پیچھے پیچھے خچروں اور اونٹوں
پر خیموں کے انالے - فرش فروش کھانے
پینے کا سامان - جہاں شاہی سواری رکتی ہے -
اطلس اور بادلے کے تنبو تان کے سنہر

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

لبا لیا جاتا ہے اور کہاں یہ حال کہ چند بزرگ موٹے کپڑے کے لمبے کرتے پہنے۔ اُن پر چمڑے کی پٹیاں باندھے اونٹوں پر سوار ہیں کسی کے سر پر رُومال ہے۔ کسی نے درویشوں کی سی ایک ٹوپی پہن رکھی ہے۔ لیکن اُن کے لباس میں کوئی ایسا فرق نہیں۔ جس سے معلوم ہو سکے کہ اُن میں سردار کون ہے۔ جہاں اُترے۔ خیمے گاڑ دیئے۔ نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ تو پہلے وضو کر کے اذان دی۔ نماز پڑھی۔ اس کام سے فارغ ہوئے۔ تو خورجیوں سے کھانے پینے کی چیزیں نکالیں اور دسترخوان بچھایا۔ دسترخوان پر کچھ ستو ہیں۔ کچھ پنیر۔ کچھ کھجور ہیں۔ کچھ گوشت کھانے سے فارغ ہوئے تو باتیں ہونے لگیں۔ یا رسول اللہ کے مبارک عہد کے تذکرے

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

ہیں - یا زمانے کی موجودہ ضرورتوں پر بحث ہو رہی ہے - اللہ اللہ کیا سیدھے سادے بزرگ ہیں - کیا پاکیزہ صورتیں ہیں - کیا نورانی داڑھیاں ہیں - لیکن اُن کے چہروں پر کچھ ایسا جلال ہے - کہ نظر نہیں ٹھیرتی - اور لوگوں کی گردنیں آپ ہی آپ جھکی جاتی ہیں -

حضرت عمرؓ بیت المقدس کے قریب پہنچے - تو چند سردار اُن کی پیشوائی کو آئے - اُنہوں نے ریشمی کپڑے پہن رکھے تھے - حضرت عمرؓ کو یہ دیکھ کے بہت غصہ آیا - کنکر اُٹھا کے اُن کی طرف پھینکے اور کہنے لگے - تم نے پرائے مُلک میں آکے اس قدر جلد یہاں کے لوگوں کی عادتیں اختیار کر لیں - اُنہوں نے جواب دیا - اس لباس کے نیچے ہم نے زرہیں پہن رکھی ہیں - یہ سُن کے حضرت عمرؓ کا

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

غصہ ٹھنڈا ہوا۔

حضرت عُمر بیت المقدس میں کئی دِن رہے۔ عیسائیوں سے مُلاقاتیں کیں۔ اُن کا گرجا دیکھا۔ عہد نامہ پر دستخط کئے۔ مسلمانوں کی شکایتیں سُنیں اُنہیں نصیحتیں کیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص مؤذن حضرت بلال اس موقع پر موجود تھے۔ اُنہوں نے آنحضرت کی وفات کے بعد کبھی اذان نہیں دی تھی۔ ایک دِن حضرت عُمر کے اصرار سے مجبور ہو کے اُنہوں نے اذان دینی شروع کی۔ تو رسولِ خدا کا مبارک زمانہ سب کی نظروں میں پھر گیا۔ دِل بھر آئے اور آنسو بہ نکلے۔ حضرت عمر نے خاص بیت المقدس میں جہاں نماز پڑھی تھی۔ وہاں آگے چل کے مسلمانوں نے مسجد بنا دی۔ یہ مسجد اب تک موجود ہے اور مسجد عُمرؓ

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کہلاتی ہے۔
اس واقعہ سے دوسرے سال شام میں بڑے زور کی وبا پھوٹ پڑی۔ حضرت عمرؓ نے سُنا، تو بے چین ہو کے شام کا سفر اختیار کیا۔ لیکن وبا کا زور بڑھ رہا تھا۔ اس لئے اُس کے روک تھام کے متعلق ہدایتیں دے کے واپس چلے آئے۔ وبا کا زور کم ہوا۔ تو پھر شام کا سفر کیا۔ اس سفر میں وہ اکیلے تھے۔ صرف ایک غلام ساتھ تھا۔ سواری کے لئے بھی ایک ہی اُونٹ تھا۔ جس پر حضرت عمرؓ اور اُن کا غلام باری باری سوار ہوتے تھے۔ سفر کی آخری منزل پر پہنچے۔ تو اتفاق سے غلام کی باری تھی۔ وہ اونٹ پر سوار تھا۔ اور حضرت عمرؓ مہار تھامے ہوئے آگے آگے تھے۔ جو لوگ پیشوائی کے لئے آئے تھے۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

وہ حضرت عُمرؓ کو اِس حالت میں دیکھ کے حیران رہ گئے۔

وبا سے مُسلمانوں پر بڑی تباہی آئی تھی۔ یعنی کوئی پندرہ ہزار مُسلمان جن میں حضرت معاذ بن جبل اور حضرت ابو عبیدہ بن الجرّاح جیسے اُونچے رُتبے کے صحابی شامل تھے۔ اپنے مولا سے جا ملے تھے۔ حضرت عمرؓ نے اُن کی جائیداد کا پتہ لگایا۔ اور ان کے وارثوں کو بُلا کے اُنہیں جائیداد دِلا دی۔ پھر لوگوں میں تنخواہیں اور وظیفے تقسیم کئے۔ اس کام کے لئے اُنہیں شام کے مختلف حِصّوں میں جانا پڑا۔

اُس زمانے میں مِصر کا مُلک بھی رُومی بادشاہت کے ماتحت تھا۔ عمرو بن عاص جو قریش کے نامور لوگوں میں سے تھے۔ اسلام قبول کرنے سے پہلے بھی اس مُلک میں تھے۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

اور یہاں کے حالات سے واقف تھے۔ اُنہوں نے حضرت عمرؓ سے مصر پر چڑھائی کرنے کی اجازت مانگی۔ پہلے تو اُنہوں نے انکار کر دیا لیکن جب عمرو بن عاص نے اصرار کیا۔ تو آمادہ ہو گئے۔ لیکن چلتے وقت یہ بھی کہہ دیا۔ کہ مصر پہنچنے سے پہلے میرا خط پہنچ جائے۔ تو اُلٹے پاؤں پھر آنا۔ عمرو بن عاص مصر میں پہنچ چکے۔ تو حضرت عمرؓ کا خط ملا۔ لیکن وہ مصر کی حد میں آ چکے تھے۔ اِس لئے آگے بڑھتے چلے گئے۔

عمرو بن عاص کے ساتھ صرف چار ہزار سپاہی تھے۔ مصر کے حاکم نے جس کا نام مقوقش تھا اُن کے مقابلہ کے لئے بہت بڑی فوج جمع کر رکھی تھی۔ کئی لڑائیاں ہوئیں۔ جن میں مسلمانوں کا پلہ بھاری رہا۔ آخر مقوقش نے

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

ایک مضبوط قلعہ میں بیٹھ کے لڑائی کا بندوبست کیا - یہ قلعہ دریائے نیل کے کنارے تھا - دریائی راستہ سے قلعہ والوں کو برابر رسد اور کمک کا سامان پہونچتا تھا - عمرو بن العاص نے حضرت عمر کو لکھا - اُنہوں نے مشہور صحابی حضرت زبیر العوام کی سرداری میں دس ہزار سپاہی بھیجے - یہ فوج سات مہینے قلعہ کو گھیرے پڑی رہی - لیکن قلعہ فتح ہونے میں نہیں آتا تھا - آخر ایک دن حضرت زبیر العوام ہاتھ میں ننگی تلوار لئے سیڑھی لگا کے قلعہ کی فصیل پر چڑھ گئے - بعض اور اصحابہ نے بھی اِن کا ساتھ دیا - اِن کے نعروں کی آواز سن کے رُومی فوج بہت گھبرائی - ساتھ ہی ساری اسلامی فوج نے اس زور سے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا - کہ قلعہ کی دیواریں لرز اُٹھیں -

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

تو عیسائی مقابلہ کے لئے ہتیار سنبھال رہے تھے۔ یا بھاگنے کے لئے راستہ تلاش کرنے لگے۔ اتنے میں حضرت زبیر نے فصیل سے اُتر کے قلعہ کا پھاٹک کھول دیا۔ اور ساری فوج اندر گھس آئی۔ بس پھر کیا تھا۔ ساری عیسائی فوج نے ہتھیار ڈال دیئے۔ اور لڑے بھڑے بغیر قلعہ ہاتھ آ گیا۔

اس فتح کے بعد مُسلمانوں نے اسکندریہ کے پُرانے شہر پر جو سمندر کے کنارے آباد ہے۔ چڑھائی کی۔ یہ شہر بڑے سخت معرکوں کے بعد ہاتھ آیا۔ اُس کی فتح نے عیسائیوں کا زور بالکل توڑ دیا۔ اور مصر کے سارے شہر بڑی آسانی سے ایک ایک کر کے مسلمانوں کے قبضہ میں آ گئے۔

حضرت عمر ساڑھے دس برس خلیفہ رہے۔ اور

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

یہ ساری لڑائیاں جن کا حال ہم نے بیان کیا ہے۔ انہیں ساڑھے دس برس میں لڑی گیئں۔ ایران کی تو پوری سلطنت مسلمانوں کے قبضہ میں آگئی۔ لیکن رومیوں کی سلطنت کا صرف ایک ہی حصّہ مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ ایشیا کے ایک چھوٹے سے علاقے کے علاوہ یورپ میں بھی اُن کی حکومت مدّت تک قائم رہی۔ ایرانی آتش پرست تھے۔ رومی عیسائی تھے۔ لیکن لشکر کے سازو سامان اور جنگی مہارت میں دونوں برابر سمجھے جاتے تھے۔ ایک بات ضرور تھی۔ کہ رومیوں کی فوج میں ہاتھی نہیں تھے۔ ایرانیوں میں قومی جوش بھی رومیوں سے زیادہ تھا۔ اس لیئے انہوں نے مسلمانوں کو زیادہ نقصان پہنچایا۔ مسلمانوں کو ایران اور عراق کی طرح مصر اور شام میں بھی جن فوجوں سے

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

مقابلہ کرنا پڑا ۔ وہ اُن سے گنتی میں بھی زیادہ تھی ۔ لڑائی کے سازو سامان میں بھی مسلمانوں کا اُن سے کوئی مقابلہ نہیں تھا ۔عیسائی سپاہیوں کا تو یہ حال تھا کہ میدان میں نکلتے تھے ۔ تو سارا جسم لوہے میں ڈوبا ہوتا تھا ۔ اِدھر مسلمانوں کی یہ کیفیت ۔ کہ چھوٹے چھوٹے تیر زنگ خوردہ تلواریں ٹوٹے پھوٹے نیام ۔بعض سپاہیوں کو نیام بھی میسّر نہیں تھے ۔ تلواروں پر چیتھڑے لپیٹ لیتے تھے ۔ گھوڑوں پر زین نہ لگام لکڑی کی رکابیں ۔لیکن ایران ۔ عراق ، مصر اور شام میں جہاں ان تلواروں کی بجلیاں چمکیں ۔سلطنت کے ٹھاٹھ باٹھ کو جلا کے راکھ کر ڈالا ۔ رُومی اور ایرانی ہی نہیں کُرد اور ترک بھی بڑے دعوؤں سے تلواریں باندھ کے مُسلمانوں کے مقابلہ پر

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

آئے ۔ اور ایک ہی معرکہ میں بھاگ
کھڑے ہوئے غرض ان لڑائیوں میں
خدا کی قدرت کا تماشا نظر آتا ہے
اور یہی کہنا پڑتا ہے کہ مسلمانوں
نے خدا کی مدد اور ایمان کی برکت
سے دشمنوں پر فتح پائی ۔

دنیا میں بڑے بڑے فاتح ہو گزرے ہیں
لیکن مسلمانوں کی فتحمندی کا رنگ سب سے
نرالا ہے ۔ انھوں نے ان فتح مند بادشاہوں کی
طرح کہیں نہتّوں پر ہاتھ نہیں اُٹھایا ۔ بوڑھوں
اور بچّوں کو قتل نہیں کیا ۔ مُسلمانوں کو حکم تھا
کہ جو تلوار لے کے تم سے لڑنے آئے ۔ اُس
سے لڑو جہاں جاؤ نہ سبز درخت کاٹو
نہ کھیتیاں برباد کرو ۔ وہ جہاں گئے اُن کے
سلوک نے پرایوں کو اپنا بنا لیا ۔ یرموک کی

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

لڑائی کے موقع پر جب مسلمانوں کو شام کے علاقے سے نکلنا پڑا۔ تو عیسائی رو رو کے کہتے تھے۔ کہ خدا تمہیں پھر لائے۔

شام مصر اور عراق وغیرہ میں اسلام جس تیزی سے پھیلا۔ اس کا حال ہم کتابوں میں پڑھتے ہیں تو حیرت ہوتی ہے۔ لیکن اسلام پھیلنے کی وجہ یہ نہیں تھی۔ کہ مسلمان عیسائیوں یا آتش پرستوں کو اپنے باپ دادا کا دین چھوڑ کے اسلام قبول کرنے پر مجبور کرتے تھے تمام غیر مسلموں کو پوری پوری مذہبی آزادی حاصل تھی۔ وہ اپنے مذہب کے طریقوں کے مطابق پوجا کرتے تھے۔ اور کوئی انہیں روک نہیں سکتا۔ کوئی مسلمان کسی غیر مسلم پر زیادتی کر گزرتا تھا۔ تو اسے سزا دی جاتی تھی۔ ایک مسلمان نے ایک غیر مسلم کو قتل کر ڈالا۔ حضرت عمرؓ نے

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

فوراً اُسے مقتول کے وارثوں کے حوالے کر دیا اور اُنہوں نے اُسے ہر قتل کے بدلے میں لے لیا۔

اصل میں مسلمان خاص طور پر رسول خُدا صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ایسی نیکی اور پرہیزگاری کی زندگی بسر کرتے تھے۔ کہ لوگوں کے دِل اُن کی طرف خود بخود کھنچتے تھے۔ اور لوگ اُن کی نیکی دیانتداری اور سچائی کو دیکھ کے فوراً اسلام قبول کرنے پر آمادہ ہو جاتے تھے۔ اس کے علاوہ مسلمانوں کی تعداد کی کمی اور بے سرو سامانی کے باوجود لڑائیوں میں جو کامیابیاں ہوتی تھیں اُنہوں نے بھی لوگوں کے دِلوں میں یہ بات بٹھا دی تھی کہ خُدا مسلمانوں کے ساتھ ہے۔ اور بہت سے لوگ تو اُن کی غیر معمولی کامیابی ہی کو دیکھ کے مُسلمان ہو گئے تھے۔

حضرت عمرؓ اگرچہ ان لڑائیوں میں خود شریک

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

نہیں ہوتے۔ لیکن لڑائیوں کا سارا انتظام اُن کے
اپنے ہاتھ میں رہتا تھا، قادسیہ کی جنگ میں یُوں
تو سعد بن وقاص اسلامی لشکر کے سردار تھے۔
لیکن اصل میں حضرت عمرؓ مدینہ میں بیٹھے فوج
کو لڑا رہے تھے۔ اُنہوں نے سانڈنی سواروں
اور گھڑ چڑھوں کی ڈاک بٹھا رکھی تھی۔ جن
کے ذریعے اُنہیں پل پل کی خبریں پہنچتی تھیں۔
اور اُنہیں کے ذریعے ہدایتیں بھیجی جاتی تھیں۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

حضرت عمرؓ کی خلافت کا زمانہ

جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں حضرت عمرؓ صحابہؓ کے مشوروں سے ملک کا انتظام کرتے تھے۔ یہ مجلسیں جن میں بڑے بڑے اہم فیصلے ہوتے تھے۔ مسجد نبوی میں ہوا کرتی تھیں۔ اور اُن میں بڑے بڑے صحابی جو ملکی معاملات کی سمجھ بوجھ رکھتے تھے۔ شریک ہوتے تھے۔ کبھی کبھی فوجی افسروں کو بھی شریک کر لیا جاتا تھا ضرورت پڑتی تھی۔ تو ہرمزان کو جو ایک ایرانی سردار تھا۔ اور مسلمان ہونے کے بعد مدینہ ہی میں بس گیا تھا۔ مشورہ کے لئے بلا لیا جاتا تھا۔ حضرت عمر کو اپنی رائے اور مرضی سے کوئی فیصلہ کرنے کا

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

حق نہیں تھا۔
حضرت عمرؓ نے اسلامی حکومت کو آٹھ
صوبوں میں بانٹ دیا تھا۔ اہواز اور بحرین
کو ملا کے ایک صوبہ بنایا گیا تھا۔ اسی
طرح سیستان مکران اور کرمان کو بھی ایک صوبہ
بنا دیا گیا۔ البتہ خراسان اور طبرستان الگ
الگ صوبے رہے۔ جنوبی ایران بھی علیحدہ
صوبہ بنا۔ مصر۔ شام اور عراق کے دو دو
حصّے کر دیئے گئے۔ ان صوبوں کے حاکم
جو علاقہ کا انتظام کرنے کے علاوہ جمعہ کی نماز
بھی پڑھاتے تھے۔ پہلے صوبے کا حاکم ہی
مقدموں کے فیصلے کیا کرتا تھا۔ پھر حضرت عمرؓ نے
اس کام کے لئے جگہ جگہ قاضی مقرر کئے۔
صوبوں کے حاکم بھی بڑی سیدھی سادی زندگی
بسر کرتے تھے۔ وہ عام لوگوں کی طرح بازاروں

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

میں پھرتے تھے۔ اُن کے دروازے پر نہ کوئی دربان ہوتا تھا۔ ہر شخص بے روک ٹوک اُن سے مِل سکتا تھا۔ حضرت عمرؓ ان لوگوں پر بڑی کڑی نگرانی رکھتے تھے۔ کسی حاکم کا کوئی قصور ثابت ہو جاتا تھا۔ تو اُسے سب کے سامنے سزا دی جاتی تھی۔ صوبہ کے حاکم اور قاضی کے علاوہ ہر صوبہ میں ایک میر مُنشی ایک پولیس افسر اور ایک افسر خزانہ بھیجا جاتا تھا۔ مالگزاری جمع کرنے کا کام ایک علیحدہ افسر کے سپرد ہوتا تھا۔

عراق کے صُوبہ کے دو حصّے تھے۔ ایک حصّہ کا صدر مقام بصرہ تھا۔ دوسرے کا کوُفہ یہ دونوں شہر حضرت عمر کے زمانے میں آباد ہوئے۔ در اصل دجلہ کے کنارے کے علاقے کی آب و ہوا عربوں کو راس نہیں

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

آتی تھی ۔ اس لئے حضرت عمرؓ کو ایسی جگہ کی
تلاش ہوئی ۔ جس کی آب و ہوا عرب سے
ملتی ہو ۔ دریائے فرات کے مغرب میں ایک
ریتلی اور کنکریلی زمین پسند آئی ۔ یہاں شہر
آباد ہوا ۔ اور اس کا نام کوفہ رکھا گیا ،
بصرہ کا شہر اس خیال سے بسایا گیا تھا ۔
کہ ایران یا ہندوستان کی طرف سے عراق پر
حملہ ہو ۔ تو اس کی روک تھام کی جا سکے
یہ شہر سمندر کے کنارے ایک پتھریلے میدان
میں آباد کیا گیا تھا ۔ جہاں ایران اور ہندوستان
کے جہاز لنگر ڈالتے تھے ۔ یہاں پانی نہیں تھا
مسلمان دجلہ سے میٹھے پانی کی ایک نہر کاٹ
کے لائے ۔ اور یہ شکایت دور ہو
گئی ۔
مسلمانوں نے یہی ایک نہر نہیں کھودی ۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

حضرت عمرؓ کی خلافت کے زمانے میں جگہ جگہ نہریں کھودی گئیں - آبپاشی کا انتظام کیا گیا - چوکیاں سرائیں کنوئیں اور مسجدیں تعمیر ہوئیں - عراق - شام - ایران وغیرہ ملکوں کی پیمائش اگلے بادشاہوں کے زمانے میں ہو چکی تھی - مالگزاری بھی مقرر تھی - لیکن حضرت عمرؓ نے نئے سر سے زمین کی پیمائش کرا کے مالگزاری مقرر کی بیت المال یعنی خزانہ قائم کیا - مدرسے کھولے فوجی چھاؤنیاں بنوائیں - ابتدا میں فوج کی نہ کوئی فہرست تھی نہ اسے باقاعدہ تنخواہ ملتی تھی - حضرت عمرؓ نے علیحدہ دفتر بنایا اور اس کے لئے تنخواہ مقرر کی - سرحدوں پر آٹھ بڑی بڑی چھاؤنیاں تھیں - جن میں بہت سے سپاہی اور چار چار ہزار گھوڑے ہر وقت تیار رہتے تھے - ہر سال تیس ہزار نئے سپاہی

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

بھرتی ہوتے تھے۔ اُنہیں لڑنے بھیجا جاتا تھا۔
تو اُن کے ساتھ طبیب بھی ہوتے تھے۔ فوج
کے دو حِصّے تھے۔ سوار اور پیدل لڑائیوں میں
پیدل فوج کی صفیں اِس طرح باندھی جاتی تھیں۔
کہ آگے آگے نیزہ باز ہوتے تھے۔ اُن
کے پیچھے تیر انداز۔ سواروں کو اس فوج کے
دونوں بازوؤں پر جمایا جاتا تھا۔ حملہ کے
وقت فوج کا سردار تین تکبیریں کہتا تھا۔ پہلی
تکبیر پر سپاہی حملہ کے لئے تیار ہو جاتے تھے
دُوسری تکبیر پر تیر انداز کمانوں کے چلّے چڑھاتے
اور نیزہ باز نیزے تول لیتے تھے۔ اور تیسری
تکبیر پر فوج بزن بول دیتی تھی۔

آمدنی کی بڑی بڑی مدیں تین تھیں۔ ایک تو
مال گزاری۔ دُوسرے زکوٰۃ جس کا ادا کرنا
ہر مسلمان پر فرض کر دیا گیا ہے۔ غیر مسلموں

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

سے زکوٰۃ نہیں لی جاتی تھی۔ البتہ ۲۷ سال سے پچاس سال کی عمر تک کے لوگوں سے ایک چھوٹی سی رقم لی جاتی تھی۔ جس کا نام جزیہ تھا۔ جزیہ اپاہج اور بوڑھے آدمیوں عورتوں اور بچوں سے نہیں لیا جاتا تھا۔ اصل میں غیر مسلموں سے یہ رقم فوجی خدمت کے عوض لی جاتی تھی۔ جو غیر مسلم مسلمانوں کی فوج میں بھرتی ہو کے لڑتے تھے۔ انہیں جزیہ معاف کر دیا جاتا تھا۔ یرموک کی لڑائی سے کچھ عرصہ پہلے جب مسلمانوں کو شام کے ان شہروں سے جنہیں وہ فتح کر چکے تھے۔ نکلنا پڑا۔ تو انہوں نے جتنا جزیہ ان شہروں کے باشندوں سے وصول کیا تھا۔ یہ کہہ کے واپس کر دیا۔ کہ ہم تمہاری جان و مال کی حفاظت نہیں کر سکتے۔ اس لئے تم سے جزیہ نہیں لے سکتے

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

مسلمانوں نے جو علاقے فتح کر لئے تھے ۔ اُن
کی غیر مسلم آبادی ذمی کہلاتی تھی ۔ کسی مسلمان
کی مجال نہ تھی ۔ کہ کسی ذمی پر ظلم کر سکے ۔
مسلمان اَور ذمی دونوں کے ساتھ یکساں سلوک
کیا جاتا تھا ۔ یعنی جب کوئی ذمی بُڈھا یا
اپاہج ہو جاتا ۔ اَور محنت مزدوری نہیں کر
سکتا تھا ۔ تو اُس سے جزیہ لینا بند کر دیا جاتا
بلکہ بیت المال سے اُس کے لئے وظیفہ مقرر
کر دیا جاتا تھا ۔ حضرت عمرؓ کو ذمیوں
کی طرح غلاموں کا بھی بڑا خیال رہتا تھا ۔ اور
وہ اس پر بڑا زور دیتے تھے ۔ کہ اُن
کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے ۔

حضرت عمرؓ کے زمانے میں زراعت نے بہت
ترقی کی ۔ جس کی وجہ یہ تھی ۔ کہ کھیتیوں
کو سینچنے کا انتظام پہلے سے بہتر ہو گیا

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

تھا - اُنہوں نے جگہ جگہ نہریں کھدوائیں - دجلہ اور فرات کے بند بنوائے - دریائے نیل سے بحیرہ قلزم تک ایک نہر کھدوائی - جس کی وجہ سے مصر کا غلہ کشتیوں کے ذریعے عرب میں پہنچنے لگا - چنگی کا محکمہ قائم کیا - جس سے خاصی آمدنی ہوتی تھی - راتوں کو پہرہ دینے کے لیے پاسباں مقرر کیے قیدیوں کو رکھنے کے لیے جیل بنائے - عربوں میں شعر و شاعری کا چرچا مُدت سے تھا - ستاروں کے حالات جاننے کا شوق بھی اکثر لوگوں کو تھا - روم اور ایران کی ماتحتی میں جو عرب ریاستیں تھیں - اُن کے حاکم خود شاعر اور شاعروں کے قدردان تھے - اُن کی قدر دانی کی وجہ سے شاعری - تاریخ اور ستاروں کے علم نے بڑی ترقی کی - لیکن عرب میں لکھنے پڑھنے کا رواج بہت کم تھا

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

لوگوں نے قبیلوں کے حالات اور شاعروں کا
کلام زبانی یاد کر رکھا تھا - یہ چیزیں یوں ہی
سینہ بسینہ چلی آتی تھیں - رسولِ خدا صلے اللہ
علیہ وسلم کے ظہور کے وقت بہت تھوڑے
لوگ لکھنا جانتے تھے - بدر کی جنگ میں قریش
کے جو لوگ قید ہوئے - اُنہیں فدیہ لے کے
چھوڑ دیا گیا تھا - اُن میں بھی بعض ایسے
تھے جو فدیہ ادا نہیں کر سکتے تھے - رسولِ
خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اُنہیں حکم دیا -
کہ وہ فدیہ ادا کرنے کے بجائے دس دس
مسلمانوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دیں - رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت لکھنے
پڑھنے کا فن خاصی ترقی کر چکا تھا -
حضرت عمرؓ کے زمانے میں اُسے اور ترقی
ہوئی - حضرت عمرؓ کے زمانے میں مدرسے

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کھلے ۔ اُن میں تعلیم دینے کے لیئے اُستاد مقرر کیئے گیئے ۔ جنہیں بیت المال سے تنخواہ ملتی تھی۔

حضرت عُمرؓ اگرچہ خود بڑی سیدھی سادی زندگی بسر کرتے تھے ۔ لیکن اُن کی خلافت کے زمانے میں رُوم اور ایران کے اثر سے عربوں کے رہنے سہنے کے طریقوں میں خاصا فرق آگیا تھا ۔ پہلے کچے مکانوں کا رواج تھا ۔ حضرت عُمرؓ کی خلافت کے آخری زمانے میں جب رُوم اور ایران فتح ہوئے ۔ تو پکے مکان بننے لگے ۔ جن میں رُومیوں اور ایرانیوں کے مکانوں کی جھلک نظر آتی تھی ۔ ایک زمانے میں صحرائے عرب کے لوگ ایک لمبا کُرتہ پہنتے تھے ۔ جس میں ٹخنوں تک سارا جسم چھُپا رہتا تھا ۔ اس پر چمڑے کی ایک پیٹی باندھ لی جاتی ۔ اور اس پر

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

اُونٹ کے بالوں کا ایک فرغل ہوتا تھا۔ البتہ جنگ کے وقت وہ چُست پاجامے اور تنگ کُرتے پہنتے تھے۔ شہروں میں شلوار اور کُرتہ پہننے کا رواج تھا۔ ایران اور رُوم کے اثر سے اکثر لوگ قبا پہننے لگے۔ جو لمبی آستینوں کا ایک کوٹ سا ہوتا تھا۔ سر پر پگڑی ہوتی تھی۔ جسے عمامہ کہتے تھے۔ اُس پر ایک رُومال ڈال لیتے تھے۔ جس سے گردن اور کندھے دھوپ سے بچے رہتے تھے۔ عورتیں ڈھیلی ڈھالی شلوار اور چُست کُرتہ پہنتی تھیں۔ اُس پر بھی ایک لمبا فرغل ہوتا تھا۔ سر پر اوڑھنی ہوتی تھی۔ باہر نکلتی تھیں۔ تو ایک لمبی سی چادر اوڑھ لیتی تھیں۔ جس سے سارا جسم ڈھک جاتا تھا۔

حضرت عُمر کی اپنی زندگی بڑی سیدھی

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

سادی تھی - وہ چاہتے تھے - کہ دُوسرے لوگ بھی اُن کی سی سادگی اختیار کریں - اور جب تک وہ زندہ رہے - مسلمان تکلفات کے پھندوں میں نہ اُلجھنے پائے - ہاں جو لوگ مدینہ سے دُور ایران شام اور مصر وغیرہ ملکوں میں آباد ہو گئے تھے اُن پر آہستہ آہستہ تکلفات کا رنگ چڑھتا چلا جا رہا تھا - پھر بھی عہدہ داروں میں سے کوئی شخص سادگی کے دائرے سے باہر قدم رکھتا تھا - تو حضرت عمرؓ اُسے سخت سزا دیتے تھے - مصر کے حاکم عیاض بن غنم کی نسبت شکایت پہنچی - کہ وہ باریک کپڑے پہنتے ہیں - اور دروازے پر دربان مقرر کر رکھا ہے - حضرت عمرؓ نے محمد بن مسلمہ کو تحقیقات کے لئے بھیجا - اُنہوں نے مصر پہنچ کے دیکھا کہ دروازے پر دربان بھی ہے - اور عیاض

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

بن غنم نے باریک لباس بھی پہن رکھا ہے۔
اسی لباس میں ساتھ لے کے مدینہ آئے۔ یہاں
حضرت عمر نے باریک کپڑے کا لباس اُتار کے
بالوں کا بُنا ہوا کھُردرا کپڑا پہنایا۔ اور
جنگل میں بکریاں چرانے کا حکم دیا۔ اس سزا
کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ عیاض جب تک زندہ رہے
باریک کپڑا نہیں پہنا۔ حضرت سعد بن وقاص
نے کوفہ میں ایک محل بنوایا تھا۔ جس میں
ڈیوڑھی بھی تھی۔ حضرت عمرؓ محمد بن مسلمہ کو یہ
حکم دے کے بھیجا۔ کہ ڈیوڑھی میں آگ لگا
دو۔ چنانچہ محمد بن مسلمہ نے ڈیوڑھی میں آگ
لگا دی۔ اور سعد بن وقاص چُپ چاپ بیٹھے
دیکھتے رہے۔

حضرت عمر سادگی پر اس لئے اتنا زور دیتے
تھے۔ کیونکہ وہ اچھی طرح جانتے تھے۔ کہ

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

جو قومیں عیش و عشرت میں پڑ جاتی ہیں اور محنت مشقت کی عادی نہیں رہتیں۔ دوسری قومیں اُنہیں بہ آسانی مغلوب کر لیتی ہیں۔ وہ لوگوں پر سختی ضرور کرتے تھے۔ لیکن اپنے آپ اور اپنے خاندان کے لوگوں پر اس سے بھی زیادہ سختی برتتے تھے۔ ہمیشہ موٹے کپڑے کا کُرتہ پہنتے تھے جس میں بارہ بارہ پیوند لگے ہوتے تھے۔ جب تک مسلمانوں کے وظیفے اُن کے درجے اور رُتبے مقرر نہیں ہوئے تھے۔ وہ بیت المال سے صرف دو درہم روزانہ لیتے تھے۔ شام کی فتح کے بعد قیصر رُوم سے خط و کتابت ہوا کرتی تھی۔ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ کی بیوی اُمِّ کلثوم نے قیصر کی بیگم کے پاس عطر کی چند شیشیاں بھیجیں۔ اُس نے اُن شیشیوں کو جواہرات سے بھر کے بھیجا۔ حضرت عمرؓ کو معلوم ہوا۔ تو

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کہنے لگے۔ کہ عطر تمہارا تھا۔ لیکن قاصد تو سرکاری تھا۔ یہ کہہ کے جواہرات بیت المال میں داخل کر دیئے۔ ایک بار بیمار ہوئے طبیب نے شہد تجویز کیا۔ حضرت عمرؓ مسجد میں آئے مسلمانوں کو جمع کر کے کہا۔ کہ بیت المال میں شہد موجود ہے۔ آپ لوگوں کی اجازت ہے تو تھوڑا سا لے لوں۔

اس سختی کے ساتھ جب انہیں اپنی غلطی کا احساس ہوتا۔ تو فوراً معافی مانگ لیتے تھے ایک مرتبہ ایک شخص پر کوڑا اٹھایا۔ لیکن جب خیال آیا۔ کہ مجھ سے زیادتی ہوئی ہے تو معافی مانگ لی۔ کبھی کبھی لوگ بھی انہیں سخت سست کہہ بیٹھتے تھے۔ اور وہ چپکے سنتے رہتے تھے۔ ہمدردی کا یہ حال تھا۔ کہ جو لوگ لڑائی پر گئے ہوتے تھے۔ ان کے گھروں

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

پر جا کے بازار سے سودا سُلف لا دیتے تھے ۔ فوج والوں کے خط آتے ۔ تو خود اُن کے گھر پہنچا آتے تھے ۔ کسی کو خط لکھوانا ہوتا تھا تو خود ہی چوکھٹ پر بیٹھ کے خط لکھ دیتے تھے ؞

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

وفات

وفات سے کچھ عرصہ پہلے حضرت عمر نے حج کیا۔ ذی الحجہ کی آخری تاریخوں میں حج سے فارغ ہو کے مدینہ پہنچے۔ جمعہ کے روز مسجد میں خطبہ دیا جو بہت لمبا تھا۔ اس خطبہ میں خلافت کے بارے میں بعض باتیں بیان کیں۔ جن سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ اپنی جانشینی کے معاملہ میں کچھ باتیں اُن کے دل میں کھٹک رہی ہیں۔

مدینہ میں ایک پارسی غلام فیروز تھا۔ اُس نے ایک دن حضرت عمر سے کہا۔ کہ میں دن بھر مزدوری کرتا ہوں۔ اور شام کو میرا آقا مجھ سے دو درہم وصول کر لیتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا۔ تم کونسا پیشہ کرتے

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

ہو - اُس نے کہا - میں لوہار بھی ہوں - ترکھان بھی - نقاشی کا کام بھی جانتا ہوں - حضرت عمرؓ نے کہا جب تو دو درہم کوئی زیادہ رقم معلوم نہیں ہوتی - فیروز ناراض ہو کے چلا گیا - دوسرے دِن حضرت عمرؓ صبح کی نماز پڑھانے لگے تو فیروز جو گھات میں لگا تھا - ٹوٹ پڑا - اور چھ وار کیئے - حضرت عمرؓ نے اس حالت میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کا ہاتھ پکڑ کے اُنہیں اپنی جگہ کھڑا کر دیا - حضرت عمرؓ زخمی پڑے تھے - اور حضرت عبدالرحمٰن نماز پڑھا رہے تھے -

فیروز نے اور لوگوں کو بھی زخمی کیا - جب پکڑا گیا - تو خودکشی کر لی - نماز ختم ہوئی، تو لوگوں نے حضرت عمرؓ کو اُٹھا کے اُن کے گھر پہنچا دیا - اُنہوں نے پوچھا - میرا قاتل کون ہے ؟ لوگوں نے فیروز کا نام بتایا - کہنے

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

لگے - اللہ کا شکر ہے - کہ میرا قاتل مسلمان نہیں
پھر اپنے بیٹے عبداللہ کو بلا کے کہا عائشہ کے
پاس جاؤ اور کہو - کہ عمرؓ آپ سے اجازت طلب
کرتا ہے - کہ اسے رسول خدا کے پہلو میں
دفن کیا جائے - حضرت عائشہ نے پیغام سن کے
کہا - یہ جگہ میں اپنے لئے رکھنا چاہتی تھی -
لیکن عمرؓ کو اپنے آپ پر ترجیح دیتی ہوں -
اس وقت ایک بڑا سوال یہ تھا کہ آن
کا جانشین کون ہو - لوگوں نے بار بار پوچھا -
تو اُنہوں نے چھ اشخاص یعنی حضرت علیؓ -
حضرت عثمانؓ - حضرت عبدالرحمنؓ بن عوف -
حضرت سعدؓ بن وقاص - حضرت زبیرؓ اور حضرت
طلحہؓ کے نام لئے اور کہا - کہ اُن میں سے کسی
کو خلیفہ بنا لینا - اگر زخموں نے نڈھال کر رکھا
تھا - لیکن اس حالت میں ذمّیوں کا خیال

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

تھا ۔ وفات سے پہلے وصیت کی ۔ کہ میرے بعد جو شخص خلیفہ ہو ۔ اُسے دُوسرے مذہب کے لوگوں کا جو ہماری پناہ میں آ گئے ۔ خیال رکھنا ، اور اُن سے ہمیشہ اچھا سلوک کرنا چاہیئے ۔

حضرت عمرؓ نے زخمی ہونے سے تیسرے دن یعنی ۲۷ ذی الحجہ ۲۳ھ مطابق ۶۴۴ء کو انتقال فرمایا ۔ موت کے وقت اُن کی عمر ۶۳ برس کی تھی ۔ اُنہوں نے دس سال چھ ماہ چار دن خلافت کی ۔ اُن کا کنبہ بہت بڑا تھا ۔ اس لئے بیت المال سے جو وظیفہ لیتے تھے ۔ اُن کے گزارہ کے لئے کافی نہیں تھا اس لئے وفات کے وقت اُن پر ۸۶ ہزار قرض تھا ۔ جو اُن کا مکان بیچ کے ادا کیا گیا ۔

حضرت عمر نے کئی فرزند اور صاحبزادیاں اپنی

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

یادگار چھوڑیں - جن میں حضرت حفصہ - عبداللہ عبیداللہ اور عاصم بہت مشہور ہیں - حضرت حفصہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی تھیں - حضرت عبداللہ بڑے نیک اور پرہیزگار شخص تھے - علم میں بھی اُن کا درجہ بہت بلند تھا - اور اُن کا شمار اونچے درجہ کے صحابہ میں ہوتا تھا - عاصم اور عبیداللہ بھی اپنے زمانہ کے بڑے لائق اور نامور لوگوں میں سے تھے *

مشہور پریس کراچی

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

بچوں کے لئے نایاب تحفے

صدیق اکبر ۔ اسلامی ملکوں کے لوگ

محمد بن قاسم اور بہت سی تاریخی کہانیاں

مندرجہ بالا کتابیں چراغ حسن حسرت نے بچوں کے لئے آسان زبان اور دلچسپ انداز میں لکھی ہیں۔ ان کتابوں کے مطالعہ سے بچے تاریخ اسلام میں اچھی خاصی مہارت حاصل کر لیں گے ۔

تاج کمپنی لمیٹڈ لاہور ۔ کراچی

میں تشریف لا کر ملاحظہ فرمایئے

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

عکسی قرآن مجید

آور

اسلامی مطبوعات

کے علاوہ علمی، ادبی۔ اخلاقی کتابیں خریدنے کے
لئے جو ہر لحاظ سے دُنیا بھر میں بے مثل ہیں

تاج کمپنی لمیٹڈ لاہور و کراچی

تشریف لائیے

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

تاج
کمپنی لمیٹڈ
لاہور کراچی